فضائلِ رمضان — مسائلِ رمضان — تقریباتِ رمضان

شبِ قدر — اعتکاف — افطاری کا وقت

اور عید الفطر کے مسائل پر علماء اہلسنّت و جماعت کے

نایاب رسائل کا مجموعہ

رسائل رمضان المبارک

مرتبہ: محمد نعیم اللہ خان قادری

ناشران: مکتبۂ اہلسنّت
نظامیہ کتاب گھر

Marfat.com

فضائلِ رمضان　　مسائلِ رمضان　　تقریباتِ رمضان

شبِ قدر　　اعتکاف　　افطاری کا وقت

اور عید الفطر کے مسائل پر علماء اہلسنّت و جماعت کے

نایاب رسائل کا مجموعہ

رسائل رمضان المبارک

مرتبہ: محمد نعیم اللہ خان قادری

ناشران: مکتبۂ اہلسنت　　نظامیہ کتاب گھر

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ———— رسائل رمضان المبارک

مرتبہ ———— محمد نعیم اللہ خاں قادری

صفحات ———— 336

قیمت ———— 250

ملنے کے پتے

مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور

مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور

مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور

احمد پبلشرز زہادیہ حلیمہ سنٹر لاہور

Marfat.com

رسائل رمضان المبارک

۱۔ ماہ رمضان اور اُسوۂ مصطفےٰ ﷺ 5

افادات: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ

ترتیب وتسہیل: سید عبد الرحمٰن بخاری

۲۔ کتاب الصوم 50

شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی

۳۔ مسائل ماہِ رمضان 66

مفتی ابوالخیر محمد حسین قادری رضوی (سکھر)

۴۔ فضائل ومسائل رمضان 88

مولانا محمد شریف نوری (قصور)

۵۔ فضائل رمضان المبارک 95

مولانا محمد حنیف اختر (خانیوال)

۶۔ رمضان شریف کی بعض اہم یادگاریں 108

مولانا عبد العزیز چیمہ

۷۔ عظمت قرآن 119

حافظ عبد الوحید ربانی ملتان

۸۔ حقیقت اعتکاف وصوم اور اس کے اسرار و مسائل 137

مولانا علی احمد سندیلوی

۹۔ نمازِ تراویح کے ضروری مسائل اور تراویح وتہجد میں فرق 172

مولانا علی احمد سندیلوی

۱۰۔ رمضان المبارک اور شب قدر کے احکام و مسائل 226

علامہ محمد بشیر القادری

۱۱۔ فضائل و اعمال شب قدر 262

حافظ نذیر احمد صاحب حافظ نوری

۱۲۔ تعجیل افطار 276

حضرت علامہ مولانا عبدالرحمٰن نوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ اعتکافِ زناں (عورتوں کا مسجد میں اعتکاف) 289

حضرت مولانا قاری محمد یاسین قادری شطاری

۱۴۔ خطبہ عید الفطر 314

عالمی مبلّغ اسلام حضرت علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

والد گرامی قدر حضرت شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: حاجی محمد حنیف طیب

۱۵ ۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا 324

۱۶۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ 331

Marfat.com

ماہِ رمضان اور اُسوۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

افادات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ

ترتیب و تسہیل

سید عبد الرحمٰن بخاری

Marfat.com

آئینہ

دیباچہ

حصہ اول — رمضان برکتوں کا مہینہ

☆ نسبت مصطفیٰ ﷺ
☆ ہلال رمضان
☆ ماہ رمضان کے معمولات
☆ اعمال صالحہ
☆ مستحبات
☆ اشراق
☆ قیلولہ
☆ دوام وضو
☆ باجماعت نماز
☆ دعا
☆ توبہ
☆ سجدہ شکر
☆ ذکر الٰہی
☆ درود پاک
☆ خصوصی اذکار
☆ لایعنی کاموں سے گریز
☆ قضا نمازیں
☆ گناہوں سے اجتناب
☆ جلد سو جایئے
☆ نوافل

Marfat.com

☆ شبینہ
☆ نماز تراویح
☆ ختم قرآن
☆ اعتکاف
☆ شب قدر
☆ انعام کی رات
☆ صدقہ فطر

حصہ دوم روزہ — اسلامی فریضہ

☆ روزہ فرض ہے
☆ ایک غلط خیال
☆ ترتیب عبادات
☆ اخلاص
☆ رزق حرام
☆ مسافر
☆ احترام رمضان
☆ سحر و افطار
☆ افطار میں جلدی
☆ افطار کی دعا
☆ افطاری
☆ قبولیت دعا کا وقت
☆ روزہ کب ٹوٹتا ہے
☆ کفارہ
☆ روزہ کا فدیہ
☆ فدیہ کی ادائیگی

Marfat.com

رمضان

برکتوں کا مہینہ

نسبت مصطفیٰ ﷺ

حضور سید عالم ﷺ کی ذات اقدس تمام فضائل و کمالات کا سرچشمہ ہے۔ آپ ﷺ کو یہ کمالات اللہ تعالیٰ نے براہ راست عطا فرمائے ہیں۔ کسی دوسری چیز کے ذریعہ آپ ﷺ کو شرف حاصل نہیں ہوا بلکہ دوسری تمام مخلوقات نے آپ ﷺ سے شرف پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی رحمت سے نوازتا ہے تاکہ اس کو فضیلت دے جیسا کہ آپ ﷺ کی ولادت پاک کے لئے ماہ رمضان کی بجائے ربیع الاول کو اور جمعہ کی بجائے سوموار کے دن کو اور کعبہ کی بجائے آپ ﷺ کی جائے ولادت کو مشرف فرمایا۔ پس ہر فضیلت' ہر اچھائی' ہر خوبی' ہر کمال اور ہر شرف سید عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عطا سے ہے۔ رب دینے والا اور حبیب ﷺ تقسیم کرنے والے ہیں۔ ہر بھلائی' ہر نعمت' ہر مراد روز اول سے رہتی دنیا اور ابدالاباد تک جس کو ملی' ملتی ہے یا ملے گی سب حضور اقدس ﷺ کے دست اقدس اور خوان نعمت کا صدقہ ہے۔ آپ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے کے ذریعے کوئی نعمت' کوئی مراد کسی کو ملی نہ کبھی ملے گی۔ خدا نے آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنایا ہے۔ اور فضیلتیں ساری آپ ﷺ کے صدقے اتارتا ہے اور آپ ﷺ کے ذریعہ بانٹتا ہے۔ ماہ رمضان کی سب فضیلتیں' سب برکتیں آپ ﷺ کا صدقہ اور فیضان ہے۔

(فتاوی ۳/۲۰۸' ۲۴۷)

Marfat.com

ہلال رمضان

☆ ۲۹ شعبان کو غروب آفتاب کے بعد ہلال رمضان کی تلاش فرض کفایہ ہے۔ فرض کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کچھ لوگ تلاش کریں اور وہ ایسے ہوں جو شرعاً" معتبر ہیں تو سب کی طرف سے فرض ادا ہو گیا۔ لیکن کوئی بھی تلاش نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے اور ہلال رمضان کی تلاش فرض اس لئے کی گئی ہے کہ یہ فرض (روزہ) تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔ (فتاوی ۱۰/۴۵۰)

☆ جونہی چاند پر نظر پڑے فوراً" جہاں تک ہو سکے زیادہ سے زیادہ ایسے لوگوں کو دکھا دیں جن کی گواہی کافی ہو۔ خاص کر ایسے حالات میں جبکہ مطلع صاف نہ ہو اور دفعتاً" ابر ہٹنے سے چاند نظر آئے تو فوراً" جلدی کر کے ایسے قابل اعتماد مسلمانوں کو دکھا دے جن کی گواہیاں کفایت کر جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ نیکی اور تقویٰ کے امور میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو۔ پھر چاند دیکھنا تو شرعی ذمہ داری ہے اور ایسا معاملہ ہے جس میں گواہوں کی کثرت بہرحال بہتر ہے۔ (فتاوی ۱۰/۴۵۷)

☆ جن لوگوں کو چاند نظر آئے ان پر لازم ہے کہ گواہی دینے میں تاخیر نہ کریں تاکہ چاند کے بارے میں صحیح فیصلہ ہو سکے۔ جو شخص بلا عذر گواہی دینے میں تاخیر کرے اور بعد میں کہے کہ میں نے چاند دیکھا تھا اب اس کی گواہی مردود ہو گی۔ (فتاوی ۱۰/۴۵۶)

☆ حضور نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ میں چاند دیکھنے کے جو آداب ملتے ہیں ان کو پوری طرح ملحوظ رکھیں اور ان پر عمل کریں۔ **مثلاً**" یہ کہ چاند دیکھ کر اس کی طرف اشارہ نہ کریں کہ ایسا کرنا جاہلیت کے طریقوں میں سے ہے۔ اور چاند دیکھنے کے بعد منہ پھیر کر مسنون دعا مانگیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نیا چاند دیکھتے تو اپنا منہ اس کی طرف سے ہٹا کر دعا مانگتے۔ (ابوداؤد ۲۰/۳۳۹)

☆ احادیث طیبہ میں رویت ہلال کی بہت سی دعائیں آئی ہیں۔ چند دعائیں

Marfat.com

یہاں پیش کی جا رہی ہیں:

۱- اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ ھٰذَا الشَّھْرِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ الْقَدْرِ وَ مِنْ شَرِّ یَوْمِ الْمَحْشَرِ

(مسند امام احمد- ۳۲۹/۵)

یعنی اے اللہ میں تجھ سے اس مہینے کی خیر مانگتا ہوں اور شر تقدیر اور شر قیامت سے تیری پناہ چاہتا ہوں

۲- اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْیُمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالسَّلَامِ وَالسَّکِیْنَۃِ وَالْعَافِیَۃِ وَالرِّزْقِ الْحَسَنِ وَالتَّوْفِیْقِ لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی رَبِّیْ وَ رَبُّکَ اللّٰہُ

(ترمذی' ابن حبان' عمل الیوم اللیلۃ)

یعنی اے اللہ اس چاند کو ہم پر برکت' ایمان' سلامتی اور امن والا بنادے- ہم پر سکون' عافیت اور رزق حسن اتار اور اس چیز کی توفیق دے جس میں تیری پسند اور رضا ہو- اے چاند میرا رب اور تیرا رب اللہ ہے-

۳- اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ ھٰذَا الشَّھْرِ وَ خَیْرِ الْقَدْرِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّہٖ

(معجم کبیر ۲۷۶/۴)

یعنی اے اللہ میں تجھ سے اس مہینے کی اور تقدیر کی خیر مانگتا ہوں اور اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں-

۴- اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ ھٰذَا الشَّھْرِ وَ نُوْرِہٖ وَ ھُدَاہُ وَطُھُوْرِہٖ وَ مُعَافَاتِہٖ

(عمل الیوم واللیلۃ)

یعنی اے اللہ میں تجھ سے اس ماہ کی خیر' اس کا نور' اس کی برکت' اس کی ہدایت' اس کی طہارت اور عافیت مانگتا ہوں-

Marfat.com

۵- اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا خَيْرَهٗ وَ نَصْرَهٗ وَ بَرَكَتَهٗ وَ فَتْحَهٗ وَ نُوْرَهٗ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَ شَرِّ مَا بَعْدَهٗ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۰/۳۹۹)

یعنی اے اللہ ہمیں اس ماہ کی خیر' اس کی مدد' برکت' رحمت' اس کی فتح اور نور عطا فرما اور ہم اس کے شر سے اور اس کے مابعد کے شر سے تیری پناہ ڈھونڈتے ہیں۔

۶- هِلَالُ خَيْرٍ وَ رُشْدٍ اٰمَنْتُ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ۔

(سنن ابی داود ۲/۳۳۹)

یعنی اے رشد و بھلائی کے چاند میں تیرے پیدا کرنے والے پر ایمان رکھتا ہوں۔

☆ جب رمضان یا عید کا چاند نظر آنے کا شرعی ثبوت مل جائے اور سرکاری طور پر باقاعدہ اس کا اعلان ہو جائے تو اب عوام شہروں اور محلوں میں خوشی منانے کے لئے آتشبازی اور ہوائی فائر وغیرہ کر سکتے ہیں۔ عام طور پر آتشبازی وغیرہ اس لئے ناجائز ہے کہ اس میں مال ضائع ہوتا ہے جبکہ یہاں ایک اچھے کام اور نیت صالحہ کے ساتھ ایسا کیا جا رہا ہے لہٰذا مستحسن فعل ہے۔ (فتاوی ۱۰/۴۵۷)

Marfat.com

ماہ رمضان کے معمولات

اعمال صالحہ

☆ رمضان المبارک میں ہر نیک عمل کا ثواب باقی مہینوں کے عمل سے کہیں زیادہ ہے۔ ماہ رمضان میں نفل ادا کرنا دوسرے مہینوں میں فرض ادا کرنے کے برابر اور اس ماہ مبارک میں ایک فرض ادا کرنا دیگر مہینوں کے ستر فرائض جتنا اجر و ثواب رکھتا ہے۔ اور خدا کا فضل و کرم تو اس سے بھی زیادہ وسیع اور بڑھ کر ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان کی نسبت سے ارشاد فرمایا۔

من تقرب فيه بخصلة من الخير كان كمن ادى فريضة فيما سواه و من ادى فيه فريضة كان كمن ادى سبعين فريضة فيما سواه۔ (صحیح ابن خزیمہ، ۱۹۱/۳)

یعنی جس آدمی نے رمضان میں کوئی مستحب عمل انجام دیا وہ نیکی اور اجر وثواب کے لحاظ سے اس شخص کے برابر ہے جس نے کسی اور مہینے میں فرض ادا کیا ہے اور جس آدمی نے رمضان میں ایک فرض ادا کیا وہ اس کے علاوہ کسی مہینے میں ستر فرائض ادا کرنے والے شخص کے برابر فضیلت اور ثواب کا مستحق ہے۔

☆ رمضان شریف زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے کا مہینہ ہے۔ اعمال صالحہ درحقیقت خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اور رضائے الٰہی کا حصول بندے کا منتہائے مقصود ہے۔ پس جہاں تک ممکن ہو اس مہینے میں اعمال صالحہ کی کثرت کرنی چاہیے۔

(فتاویٰ ۵۱۷/۸ و دیگر مقامات)

Marfat.com

مستحبات

ماہ رمضان میں زیادہ سے زیادہ مستحب اعمال بجالانے کی کوشش کریں۔ اوقات فاضلہ میں اعمال صالحہ کی کثرت قطعاً مطلوب و مندوب ہے۔ مستحب اعمال کثرت ثواب کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ سنن ' واجبات اور فرائض کی شان بڑھتی ہے۔ چنانچہ مستحبات اکمال سنن کے لئے ہیں۔ سنتیں اکمال واجب کے لئے' واجبات اکمال فرائض کے لئے اور فرائض اکمال ایمان کے لئے۔ یوں مستحبات شرعاً اعمال مقصودہ قرار پاتے ہیں۔ اور اس ماہ مبارک میں تو ویسے بھی ہر مستحب عمل کا ثواب فرض کے برابر ہو جاتا ہے۔ (فتاوی ۱/۷۰۶)

تہجد

تہجد بہترین عبادت ہے۔ حضور پر نور سید المرسلین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

علیکم بقیام اللیل فانہ داب الصالحین قبلکم و قربۃ الی اللہ تعالٰی و منہاۃ عن الاثم و تکفیر للسیئات و مطردۃ للداء عن الجسد۔ (ترمذی ۲/۱۹۴)

یعنی تہجد کو اپنا معمول بنالو کہ وہ تم سے پہلے نیک لوگوں کی عادت ہے یہ قرب الٰہی کا ذریعہ 'گناہوں کا کفارہ اور جسم کی بیماریاں دور کرنے والا عمل ہے۔

رمضان میں شب بیداری آسان ہوتی ہے اس لئے تہجد کی نماز فوت نہیں ہونی چاہئے۔ تاہم ایک بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ایسا نہ ہو آدمی رات بھر جاگ کر عبادت کرتا رہے اور صبح فجر کی نماز جماعت کے بغیر اکیلے پڑھ کر سو جائے۔ یاد رکھیے کہ عشاء اور فجر کی نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھنا پوری رات جاگنے کے برابر ہے۔ اور ترک جماعت بہت بڑی محرومی ہے۔ ایک بار ماہ رمضان میں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو حثمہؓ اور ان کے بیٹے سلمانؓ کو جماعت صبح میں نہ پایا۔

آپ ان کے گھر گئے تو وہ آرام کر رہے تھے۔ والدہ سلیمان حضرت شفاؓ سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ دونوں رات بھر نماز میں مشغول رہے حتی کہ صبح ہو گئی۔ پھر انہوں نے نماز فجر ادا کی اور سو گئے۔ اس پر امیرالمومنین حضرت عمرؓ نے فرمایا:

لان اشهد الصبح فی جماعة احب الی من قیام لیلة

(مصنف عبدالرزاق ۱/۵۲۶)

یعنی جماعت کے ساتھ نماز فجر ادا کرنا مجھے ساری رات کے قیام سے زیادہ محبوب ہے۔

اشراق

صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے اس سے بچیں اور اس دوران ذکر الٰہی میں مشغول رہیں اور سورج نکلنے کے بعد اشراق کے نوافل پڑھیں۔ پھر ہو سکے تو ایک پہر دن چڑھے نماز چاشت ادا کریں اور اس کے بعد کچھ دیر قیلولہ کریں۔
(فتاوی ۱/۴۳۲، ۷/۴۴۵)

قیلولہ

قیلولہ سنت ہے اور ماہ رمضان میں شب بیداری کے باعث عام طور پر لوگوں کا معمول بن جاتا ہے۔ لیکن قیلولہ ایسے تنگ وقت میں نہیں ہونا چاہئے کہ ظہر کی جماعت کا وقت نزدیک ہو کہ مبادا جماعت سے محروم ہو جائے۔ اولیائے کرام قدس سرہم نے قیلولہ کے لئے خالی وقت رکھا ہے جس میں نماز و تلاوت نہیں۔ یعنی ضحوہ کبری سے نصف النہار تک۔ وہ فرماتے ہیں: چاشت وغیرہ سے فارغ ہو کر قیلولہ بہتر ہے کہ اس سے تہجد میں مدد ملتی ہے اور ٹھیک دوپہر ہونے سے کچھ پہلے جاگنا چاہئے کہ زوال سے پہلے وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر استواء کے وقت، جو ابتدائے ظہر ہے، ذکر و

Marfat.com

تلاوت میں مشغول ہو۔ قیلولہ کبھی کبھی تکیہ و بستر کے بغیر بھی ہونا چاہئے کہ مسنون ہے۔ (فتاوی ۷/۸۷، ۸۸)

دوام وضو

ہر وقت باوضو رہنے کی عادت ڈالیں۔ خاص کر اس ماہ مبارک کی برکتیں سمیٹنے کیلئے ذکر و تلاوت و عبادات میں مشغول رہنا چاہئے۔ اور اس کے لئے دوام وضو درکار ہے۔ پھر یہی نہیں کہ وضو اکثر عبادات کا جزو، شرط یا وسیلہ ہے بلکہ فی نفسہ بھی ایک نوع مقصودیت سے حظ رکھتا ہے۔ یعنی بذات خود ایک عبادت مقصودہ ہے۔ اسی لئے ائمہ دین کا اجماع ہے کہ ہر وقت باوضو رہنا اور جب بھی وضو ٹوٹے فوراً" نیا وضو کرنا مستحب ہے۔ بلکہ امام محمد بن ابی بکر نے شرعۃ الاسلام میں ہر دم باوضو رہنے کو اسلام کی سنتوں میں سے بتایا ہے اور امام فقیہ ابواللیث نے یہ روایت بیان کی ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا، اے موسیٰ! اگر بے وضو ہونے کی حالت میں تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو خود آپ کو ملامت کرنا"۔

بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہمیشہ باوضو رہے اللہ تعالیٰ اسے سات فضیلتیں عطا فرماتا ہے:

۱۔ اس کے اعضاء و جوارح تسبیح الٰہی میں مشغول رہیں۔
۲۔ قلم اس کی نیکیاں لکھتا رہے۔
۳۔ اسے ملائکہ کی ہم نشینی میسر آئے۔
۴۔ جب سوئے تو فرشتے جن و انس کی شر سے اس کی حفاظت کریں۔
۵۔ اس سے باجماعت نماز کی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو۔
۶۔ سکرات موت اس پر آسان ہو۔
۷۔ جب تک باوضو ہو اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان میں رہے۔

(فتاوی ۱/۷۰۲، ۰۳)

Marfat.com

باجماعت نماز

ہر نماز باجماعت ادا کرنا ضروری ہے۔ جماعت سنت موکدہ یا واجب ہے۔ اس میں کوتاہی عام حالات میں بھی بہت بڑی محرومی ہے چہ جائیکہ ماہ رمضان کی خاص فضیلتیں آدمی ضائع کر دے۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب ایسی فضیلت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک نابینا صحابی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو باوجود عذر کے اسے چھوڑنے کی اجازت نہیں دی۔ (مجمع الفوائد ۲/۴۳)

☆ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص شرعا معذور ہی کیوں نہ ہو اگر وہ نماز باجماعت کا ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے مسجد میں حاضر ہو کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی چاہئے۔ فضیلت جماعت حاضری کے بغیر حاصل نہیں ہو گی۔ (فتاوی ۷/۱۷، ۷۲)

☆ باقی رہا بغیر عذر کے جماعت چھوڑنا تو اس پر سخت ہولناک وعیدیں آئی ہیں جماعت عشاء میں حاضر نہ ہونے والوں کے گھر جلانے کا قصد فرمانا صحیحین (بخاری و مسلم) کی حدیث سے ثابت ہے اور ایک جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جماعت سے پیچھے رہنے والوں کے بارے میں فرمایا:

لو ترکتم سنة نبیکم لکفرتم (ابوداؤد ۱/۸۱)

یعنی اگر تم نے اپنے نبی ﷺ کی سنت ترک کردی تو تم نے کفر کیا۔

(فتاوی ۷/۸۱)

دعا

بندے کو چاہئے کہ نماز پنج گانہ، عیدین، تہجد، ذکر، تلاوت اور روزہ ہر عبادت کے بعد خشوع و خضوع سے دعا مانگے اور بارگاہ الہی میں اپنی حاجات پیش کرے۔ قرآن و سنت اور اجماع امت کی رو سے دعا اعظم مندوبات دینیہ و اجل مطلوبات شرعیہ (یعنی دین کے پسندیدہ اعمال میں سب سے بڑھ کر) ہے۔ نیز قبولیت دعا کے اوقات اور احوال کی تلاش و جستجو مسنون اور محبوب عمل ہے۔ حضور پر نور سرور عالم ﷺ کا

ارشاد گرامی ہے:

ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات فتعرضوا لہ لعلہ ان یصیبکم نفحۃ منھا فلا تشقون بعدھا ابدا۔

(معجم کبیر ۱۹/ ۲۳۴)

یعنی بے شک تمہارے رب کے لئے تمہارے زمانے کے دنوں میں کچھ خاص اوقات جود و کرم اور عطاء و بخشش کے ہیں' انہیں ڈھونڈو اور پانے کی تدبیر کرو۔ ہو سکتا ہے ان میں سے کوئی وقت تمہیں مل جائے تو پھر کبھی بد بختی تمہارے پاس نہ آئے۔

لطف و کرم کے ان خاص لحات کو ویسے تو ہر دن اور ہر مہینے میں ڈھونڈنا چاہئے لیکن اس مہینے میں تو خاص اہتمام کرنا چاہئے۔ (فتاوی ۸/ ۵۲۲)

توبہ

توبہ ہر حال میں لازم ہے۔ جب بھی آدمی سے کوئی گناہ سرزد ہو اسے چاہئے کہ فورا" توبہ کرے۔ پوشیدہ گناہوں سے توبہ پوشیدہ اور اعلانیہ گناہوں سے توبہ بھی اعلانیہ ہونی چاہئے۔ زبان سے توبہ کا لفظ بولنا ضروری ہے نہ کافی' بلکہ جو برائی سرزد ہوئی ہے اس پر دل سے ندامت اور اس سے نفرت و اظہار برات درکار ہے۔

(فتاوی ۱۳/ ۶۳۹)

☆ توبہ سچے دل سے ہو تو قبول ہوتی ہے اور توبہ کرنے والا شخص گناہ سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا۔ (فتاوی ۱۴/ ۶۱۲)

☆ توبہ کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں۔ ماہ رمضان کی برکتوں سے فیضیاب ہونے کے لئے بندے کو چاہئے سب سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

جب تم سے کوئی برائی سرزد ہو جائے تو فورا" توبہ کرو۔ اگر گناہ

Marfat.com

پوشیدہ ہے تو اس سے توبہ بھی پوشیدہ طور پر کرو اور اگر گناہ علانیہ ہے تو اس سے توبہ بھی اعلانیہ کی جائے۔

(کنزالعمال ۱۰/۸۔ معجم الکبیر ۱۵۹/۲۰)

سجدہ شکر

بندے کو اپنے رب کا سب سے زیادہ قرب سجدے میں ہوتا ہے اور سجدے چار قسم کے ہیں۔ سجدہ نماز' سجدہ تلاوت' سجدہ سہو اور سجدہ شکر۔ سجدہ شکر سنت مستحب ہے۔ غزوہ بدر میں جس وقت ابو جہل کا سر کاٹ کر لایا گیا تو حضور ﷺ نے سجدہ شکر ادا کیا۔ سجدہ شکر کے مواقع بے شمار ہیں۔ بندے کو چاہئے کہ سجدوں کی کثرت کرے خاص کر اس ماہ مبارک میں تو ہر عمل کا ثواب کہیں زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

(ملفوظات ۸۸/۱)

ذکر الٰہی

زندگی کے تمام احوال میں اللہ تعالیٰ کے ذکر پر دوام اختیار کرو اور خاص کر اس ماہ مبارک جس قدر ممکن ہو کثرت سے خدا کا ذکر کرتے رہو۔ قرآن و حدیث میں ذکر الٰہی کی فضیلت کے دلائل حد شمار سے باہر ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا ایھا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا

اے ایمان والو! کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتے رہو

مفسرین نے لکھا ہے کہ اس آیت کا منشا یہ ہے کہ تمام اوقات اور احوال میں اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا ہے:

فاذکروا اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبکم

یعنی اللہ کا ذکر کرتے رہو کھڑے ہوئے' بیٹھے ہوئے اور اپنی کروٹوں پر۔

حضور سرور کائنات ﷺ کا اسوہ مبارک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

۔ نے ایک حدیث میں یوں بیان کیا ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکراللہ تعالی علی کل احیانہ (ابوداؤد ۱/۴)

یعنی حضور پر نور سید عالم ﷺ ہر وقت خدا کا ذکر کرتے رہتے۔

اور اہل ایمان کو آپ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ

لا یزال لسانک رطبا من ذکراللہ

یعنی ہمیشہ ذکر الٰہی میں اپنی زبان کو تر رکھو

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

اکثری من ذکراللہ فانک لا تاتین بشئی احب الیہ من کثرۃ ذکرہ (در منثور ۵/۲۰۵)

یعنی اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو کہ تم کوئی ایسی چیز نہ لا سکو گی جو خدا کو اپنے ذکر کی کثرت سے زیادہ پیاری ہو۔

(فتاوی ۸/۵۳۶، ۵۳۷)

درود پاک

حضور سرور کونین ﷺ کی ذات گرامی پر خود ار تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں۔ اہل ایمان کو بھی آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں درود و سلام کے نذرانے پیش کرنے کا حکم دیا۔ درود پاک ایمان کی پہچان، محبت کا نشان اور نجات کا سامان ہے۔ جو شخص درود پاک پڑھنے سے گریز کرے وہ بہت ہی محروم ہے۔

ایک حدیث پاک میں آیا ہے:

"جو شخص نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی سنے، پڑھے یا بولے اور درود نہ بھیجے اس سے زیادہ بخیل اور کوئی نہیں"۔

اس لئے ماہ رمضان میں جتنا زیادہ سے زیادہ وقت ممکن ہو اپنے آقا و مولا حضور سید

Marfat.com

عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں درود و سلام پیش کرتے رہیں۔

خصوصی اذکار

قارئین محترم! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے اہل ایمان کے لئے صبح و شام اور مختلف اوقات میں پڑھنے کی خاطر خاص دعائیں، تسبیحات اور اذکار و اوراد تجویز فرمائے ہیں۔ جو آپ کے اپنے معمولات میں بھی شامل رہے۔ ماہ رمضان کی بابرکت سعادتوں میں ان خصوصی اذکار اور دعاؤں کا اہتمام اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ تاہم طوالت کے خوف سے یہاں ان خصوصی اذکار کا بیان ممکن نہیں۔ اس کے لئے ملاحظہ ہو رسالہ "الوظیفہ الکریمہ"

لایعنی کاموں سے گریز

(مرتب)

ماہ رمضان بڑا ہی برکتوں والا مہینہ ہے۔ یہ وقت بہت قیمتی ہے اسے لایعنی اور عبث کاموں میں ضائع نہ کریں۔ عبث اور لایعنی کام وہ ہے جو از روئے شرع یا عقل بندے کے لئے کسی قسم کا کوئی دنیوی یا اخروی فائدہ نہ رکھتا ہو۔ انسان یوں تو ہر وقت کسی نہ کسی ذہنی یا جسمانی شغل میں مصروف ہوتا ہے۔ مگر یہ مصروفیت اگر دینی یا دنیوی ہر لحاظ سے بے فائدہ ہو تو بندہ سراسر گھاٹے میں رہتا ہے۔ پھر ماہ رمضان کے انتہائی قیمتی اوقات بندہ یونہی عبث اور لایعنی کاموں میں ضائع کیوں کرے۔ ہاں اگر کسی وقت تکان ہو تو آدمی ترویح قلب کے لئے کوئی جائز تفریح کر سکتا ہے تاکہ دین میں سختی محسوس نہ ہو۔ حضور اکرم ﷺ نے مباح لہو کی اجازت فرما دی ہے اور یہ لہو بعض اوقات منافی کمال نہیں ہوتا جیسا کہ امام ابن حجر مکی نے اور علامہ عبدالغنی نابلسی نے حدیقہ ندیہ میں تصریح فرمائی ہے۔

(فتاویٰ ۱/۳۲۷)

قضا نمازیں

قضا نمازیں جلد سے جلد ادا کرنا لازم ہیں۔ نہ معلوم کس وقت موت آ

Marfat.com

جائے۔ اور جب تک فرض آدمی کے ذمہ باقی رہتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا۔ اس لئے قضا نمازیں ادا کرنے میں بندہ کاہلی نہ کرے۔ اور ماہ رمضان اس کے لئے بہترین وقت ہے۔ عبادت کا ماحول بن جاتا ہے اور آسانی سے آدمی اپنی قضا نمازیں پوری کر سکتا ہے۔ (ملفوظات ۱/۷۰)

بعض لوگوں نے قضاء عمری ادا کرنے کا ایک خاص طریقہ گھڑ لیا ہے کہ ماہ رمضان کے آخری جمعہ کو امام فجر سے عشاء تک **بجھو** نمازیں پڑھائے۔ اس سے تمام لوگوں کی عمر بھر کی قضا ادا ہو جائے گی۔ یہ قضائے عمری کی جماعت جاہلوں کی ایجاد اور محض ناجائز و باطل ہے۔ اسوہ محبوب ﷺ میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ (فتاویٰ ۷/۵۲، ۴۱۸)

گناہوں سے اجتناب

روزہ دار کو چاہئے حتی الامکان گناہوں سے بچے کیونکہ گناہوں کے ارتکاب سے روزے کی نورانیت ختم ہو جاتی ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں عمداً کوتاہی کرنا جرم ہے۔ جھوٹ بولنا، قطع رحمی یعنی رشتوں کو توڑنا اور کسی مسلمان کو ایذا پہنچانا کبیرہ گناہ ہیں۔ ان سے بچنا چاہئے۔ کبائر کی فہرست بہت طویل ہے اور صغائر پہ اصرار سے وہ بھی کبائر بن جاتے ہیں۔ گناہوں کی نحوست انسان کی نیکیوں اور عبادات پر اثر انداز ہوتی ہے۔

جلد سو جائیے

نماز عشاء کے بعد دنیاوی گفتگو ممنوع ہے۔ اگر کوئی ضروری کام یا مشغولیت نہ ہو تو رات کو جلدی سو جانا چاہئے تاکہ نماز تہجد کے لئے بیدار ہو سکیں۔ ماہ رمضان میں تو سحری کے لئے بھی اٹھنا ہوتا ہے لہذا عشاء کے بعد اپنے معمولات سے فارغ ہو کر جلدی سو جانا بہتر ہے۔

Marfat.com

نوافل

ماہ رمضان میں اکثر لوگ نوافل با جماعت ادا کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ نفل با جماعت ادا تو ہو جاتے ہیں لیکن نفلوں کی جماعت کے لئے لوگوں کو بلانا اور دعوت دینا شرعاً درست نہیں ہے۔ (فتاوی ۱۰/ ۶۰۳)

شبینہ

بعض جگہ رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شبینہ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ شبینہ میں با جماعت نوافل کے اندر ایک یا زیادہ راتوں میں قرآن پاک ختم کیا جاتا ہے۔ شبینہ فی نفسہ قطعاً جائز اور پسندیدہ عمل ہے۔ اکابر ائمہ دین کا معمول رہا ہے۔ لوگوں کو سستی اور ملال سے بچانے کے لئے ختم قرآن کی اصل مدت تین دن رکھی گئی ہے ورنہ جو لوگ ذوق و شوق اور قدرت و نشاط رکھتے ہوں انہیں ایک شب میں ختم قرآن کی ممانعت کیونکر ہو سکتی ہے۔ سلف صالحین میں سے بعض اکابر دن رات میں ایک یا دو بار ختم کرتے۔ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے تیس برس کامل ہر رات کو نماز کی ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کیا۔ (ردالمختار ۱/ ۶۳)

اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کا عمل ہمارے لئے قابل تقلید حجت ہے۔ پس ماہ رمضان میں شبینہ کا اہتمام ایک پسندیدہ عمل ہے۔ (فتاوی ۷/ ۴۶۵، ۴۷۷)

نماز تراویح

☆ تراویح ماہ رمضان کی خصوصی عبادت ہے۔ یہ نماز میں پورا قرآن حکیم سننے کا بہترین موقع ہے۔ تراویح سنت موکدہ ہے اور اس کی تعداد بیس رکعت ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شب تراویح میں امامت فرمائی اور پھر اس خیال سے ترک فرما دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مداومت سے امت پر فرض ہو جائے گی جیسا کہ صحاح ستہ کی روایات سے ظاہر ہے۔ پھر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جماعت تراویح کا

اجراء فرمایا اور عامہ صحابہ کرام اس پر مجتمع ہوئے تو یہ سنت موکدہ ثابت ہوئی۔ کیونکہ خلفائے راشدین نے اس پر دوام فرمایا۔ اور خلفاء راشدین کی سنت خود حضور اکرم ﷺ کی ہی سنت ہے کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین عضوا علیها بالنواجذ (ابوداؤد ۲/۲۷۹)

تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے اسے مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھو۔

ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لوگو! تم میرے بعد میرے صحابہ ابوبکر اور عمر کی اقتدا کرنا"۔

(ترمذی ۲/۲۰۷)

☆ پس تراویح بیس رکعت سنت عین ہیں کہ اگر کوئی شخص بلا عذر شرعی ترک کرے تو مبتلائے کراہت و اساءت ہو۔ اور مساجد میں باجماعت تراویح ادا کرنا سنت کفایہ ہے کہ اگر اہل محلّہ اپنی اپنی مسجدوں میں جماعت قائم کریں اور بعض لوگ گھروں میں تنہا پڑھیں تو حرج نہیں۔ لیکن اگر تمام اہل محلّہ ترک کریں تو سب گناہگار ہوں۔

(فتاوی ۶/۱۸۵ - ۷/۳۵۷، ۳۶۱، ۳۷۱، ۹/۲۸۱)

☆ تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد بیٹھ کر تین مرتبہ یہ تسبیح پڑھنی چاہیے:

سُبْحٰنَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحٰنَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحٰنَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوْحِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نَسْتَغْفِرُاللّٰہَ نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ۔

(فتاوی ۷/۳۶۱ بحوالہ در مختار)

Marfat.com

☆ جو شخص بلا عذر شرعی ماہ رمضان کا روزہ نہ رکھے وہ فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ لہٰذا ایسے حافظ کو جو روزہ نہ رکھے نماز تراویح کی امامت نہ کرنے دی جائے۔ (فتاوی ۶/۴۰۶)

☆ جس آدمی نے عشاء کے فرض جماعت سے پڑھے ہوں اور تراویح تنہا ادا کی ہو تو وہ جماعت وتر میں شریک ہو سکتا ہے۔ لیکن جس نے فرض تنہا ادا کئے ہوں تو خواہ تراویح جماعت کے ساتھ ہی کیوں نہ پڑھی ہو وہ وتر کی جماعت میں شامل نہیں ہو سکتا کیونکہ وتر تابع ہیں فرض کے۔ (فتاوی ۱۰/۶۰۵)

ختم قرآن حکیم

☆ تراویح میں پورا کلام اللہ شریف ایک بار پڑھنا یا سننا سنت موکدہ ہے اور محققین کے نزدیک سنت موکدہ کا تارک گنہگار ہے۔ لہٰذا ہر سال نماز تراویح میں پورے قرآن حکیم کی سماعت کرنی چاہئے۔ لوگوں کی سستی اور کاہلی کی وجہ سے اسے ترک نہ کیا جائے۔ (فتاوی ۷/۴۵۸، ۴۷۴)

☆ نماز میں سجدہ تلاوت کی آیت پڑھی جائے تو فوراً سجدہ کرنا واجب ہے کیونکہ اب وہ نماز کا جزو بن گیا ہے لہٰذا اگر تین آیات کی تاخیر کی تو گنہگار ہو گا۔ تاہم اگر آیت سجدہ پڑھتے میں رکوع کر لیا تو سجدہ تلاوت رکوع سے ادا ہو جائے گا۔ لیکن اگر عمداً سجدہ نہ کیا اور نہ ہی رکوع میں گیا تو اب اس بالارادہ غلطی کی اصلاح سجدہ سہو کے ذریعہ ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ سجدہ سہو سے بھول کی تلافی ہوتی ہے عمد یعنی بالارادہ غلطی کی نہیں۔ (فتاوی ۱۰/۶۰۷)

☆ اگر نماز میں سجدہ تلاوت کرنا بھول گیا تو جب تک وہ حرمت نماز کے اندر ہے اس کی قضا بجا لا سکتا ہے۔ حرمت نماز کے اندر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ سلام پھیر چکا ہو مگر نہ جگہ سے اٹھا ہو اور نہ کوئی بات کی ہو تو ایسی صورت میں پہلے سجدہ تلاوت پھر سجدہ سہو دونوں ادا کر لے۔ اسی طرح اگر نماز میں سجدہ تلاوت بھول کر تاخیر سے مثلاً اگلی رکعت میں ادا کیا تو سجدہ سہو لازم آئے گا۔ (فتاوی ۱۰/۶۰۷)

Marfat.com

☆ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآن پاک کی آیت ہے۔ ہر ختم قرآن میں ایک دفعہ اسے پڑھا جانا چاہئے۔ لہٰذا تراویح میں جب ختم کلام مجید کیا جائے تو ایک بار اسے جہراً پڑھنا لازم ہے سورہ بقرہ سے سورہ ناس تک کسی ایک سورہ پر بلند آواز سے پڑھ لی جائے۔ اس کے بغیر سنت کے مطابق ختم قرآن نہ ہو گا۔ (فتاوی ۷/۴۶۰، ۴۷۴)

☆ نماز تراویح میں ختم قرآن کے وقت سورہ اخلاص تین بار پڑھی جاتی ہے۔ یہ ایک مستحسن عمل ہے کیونکہ سورہ اخلاص ایک بار پڑھنا ثلث قرآن کے برابر ہے اور تین بار پڑھنا پورے ختم قرآن کے برابر ثواب رکھتا ہے۔(فتاوی ۸/۴۲۱۔ ۷/۴۴۷)

☆ بعض لوگ ختم قرآن حکیم کے بعد نماز تراویح پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں۔ ایسا کرنا غلط ہے۔ تراویح مستقل عبادت ہے اور ماہ مبارک کی تمام راتوں میں بیس رکعت تراویح پڑھنا سنت موکدہ ہے۔ ہاں اگر کسی وجہ سے تراویح کا ناغہ ہو گیا تو ان کی قضا نہیں ہے۔ (فتاوی ۷/۴۵۹)

☆ حافظ اگر ایک جگہ تراویح میں چند روز کے اندر قرآن پاک ختم کرلے اور اب آئندہ تاریخوں میں اسی جگہ دوبارہ یا کسی دوسرے مقام پر سنانا چاہتا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور حافظ جتنی بار بھی قرآن پاک ختم کرے اسے ہر دفعہ مسنون تلاوت کا ثواب ملے گا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ پہلی دفعہ قرآن سنانا مسنون اور پھر نفل ہو گا۔ (فتاوی ۱۰/۵۹۸)

☆ البتہ ایک ہی رات اگر امام دو جگہ تراویح میں قرآن پاک سنائے اور پہلی جگہ بیس تراویح پوری ادا کی ہوں تو دوسری جگہ سننے والوں کو سنت تراویح میں ختم قرآن کا ثواب نہیں ملے گا کیونکہ امام دوسری جگہ نفل پڑھا رہا ہے۔ (فتاوی ۱۰/۶۰۰)

اعتکاف

ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف سنت موکدہ علی وجہ الکفایہ ہے۔ چونکہ حضور پر نور سید عالم ﷺ نے پورے عشرہ اخیرہ کے اعتکاف پر مواظبت اور

Marfat.com

مداومت فرمائی ہے اس لئے پورے دس دن کا اعتکاف سنت ہے۔ ایک روز بھی کم ہو تو سنت ادا نہ ہو گی۔ رد المختار میں ہے:

المسنون هو اعتكاف العشر بتمامه

یعنی سنت اعتکاف رمضان کے پورے آخری عشرہ کا ہے

فتح القدیر میں اعتکاف کی اقسام بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

الاعتكاف ينقسم الى واجب و هو المنذور تنجيزا او تعليقا و الى سنة موكدة و هو اعتكاف العشر الاواخر من رمضان و الى مستحب و هو ما سواهما

یعنی اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ ایک واجب جس کی نذر مانی گئی ہو خواہ فوری ہو یا معلق۔ دوسرا سنت موکدہ اور یہ رمضان کے آخری دس دنوں کا اعتکاف ہے۔ اور تیسرا مستحب جو ان دونوں صورتوں کے علاوہ ہے۔ (فتاوی ۱۰/۶۵۴٬ ۶۵۵)

معتکف کو لازم ہے کہ مسجد کے احترام اور آداب کو پوری طرح ملحوظ رکھے۔ ایسا کوئی عمل نہ کرے جو تعظیم مسجد کے منافی ہو۔ کھانا احتیاط سے کھائے پئے تاکہ شوربا، دودھ وغیرہ کوئی چیز گرنے سے مسجد کا فرش آلودہ نہ ہو۔ مسجد میں اگالدان رکھنا ٹھیک نہیں۔ ہاں اگر کھانسی سے بار بار بلغم آتا ہو تو پھر معذور ہے۔ مسجد کو گھر کی طرح استعمال نہ کرے۔ دوسرے نمازیوں اور معتکفین کو ایذا نہ پہنچائے حتی کہ ذکر و تلاوت بلند آواز سے کرنے میں بھی دوسروں کا خیال رکھے۔ مسجد شعائر اللہ میں سے ہے اور اس کا احترام تقویٰ کی نشانی ہے۔ (فتاوی ۸/۹۷ - ۹/۳۹۱)

معتکف مسجد کے اندر مسواک کرنے سے گریز کرے کیونکہ مسواک عموماً تر استعمال کی جاتی ہے جس سے منہ کی رطوبتیں خارج ہوتی ہیں اور ان سے مسجد کے ملوث ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔ ہاں اگر کسی برتن میں یہ عمل کیا جائے تو حرج نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ مسواک وضو کے ساتھ کی جائے۔ (فتاوی ۱/۶۱۵)

• کوئی شخص مسجد میں اعتکاف بیٹھا ہو اور اسی حالت میں اس پر غسل فرض ہو

Marfat.com

جائے تو اس پر لازم ہے کہ فوراً تیمم کرے۔ چاہے مسجد کی زمین یا دیوار ہی سے ہو کیونکہ مسجد میں بحالت جنابت ایک لحظہ کے لئے بھی ٹھہرنا یا چلنا حرام ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے وہ قریب ترین چیز سے تیمم کرے اور پھر فوراً غسل کرنے کے لئے مسجد سے باہر چلا جائے اور نکلنے کے لئے قریب ترین دروازہ اختیار کرے۔

(فتاوی ۳/۴۷۹-۴۸۰)

شب قدر

شب قدر خدا کی طرف سے اہل ایمان کے لئے خاص تحفہ ہے۔ یہ حضور ﷺ کی رحمتوں کا صدقہ ہے۔ پچھلی امتوں کے لوگ طویل عمر پاتے اور زیادہ عبادت کرتے۔ حضور سید عالم ﷺ کی امت کو خدا نے ایک رات ایسی عطا کر دی جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یہ وہ رات ہے جس میں قرآن پاک اترنا شروع ہوا۔ ماہ رمضان کے آخری عشرہ کی کوئی طاق رات شب قدر ہوتی ہے۔ اس میں فرشتے اور جبرئیل امین اترتے ہیں۔ اپنے رب کی طرف سے ہر کام کے لئے۔ یہ رات سراسر عافیت اور سلامتی کی رات ہے۔ غروب آفتاب سے طلوع فجر تک۔ جس کو یہ رات مل جائے اس نے بہت کچھ پا لیا۔ (کنزالایمان)

لیلتہ القدر میں شب بیداری مستحب ہے۔ شیخ ابو طالب مکی قوت القلوب میں لکھتے ہیں:

> "سال بھر میں پندرہ راتیں ایسی ہیں جن میں بیدار رہ کر عبادت کرنا مستحب ہے۔ رمضان المبارک میں آخری عشرہ کی پانچ طاق راتیں کہ لیلتہ القدر انہی میں ہوتی ہے اور یوم بدر ۱۷ رمضان کی رات"۔

شب قدر اوقات **فاضلہ** میں سے ہے۔ اور اوقات **فاضلہ** میں اعمال صالحہ کی کثرت شرعاً مطلوب ہے۔ اس رات کی خصوصی نماز صلوۃ القدر بلاد اسلام میں رائج ہے جس سے بعض علماء متاخرین اس لئے گریز کرتے ہیں کہ عوام سنت نہ سمجھ لیں۔

Marfat.com

تاہم علامہ عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں:

صلوۃ لیلۃ القدر و نحو ذلک و ان صرح العلماء بالکراھۃ بالجماعۃ فیھا فلا یفتی بذلک العوام لئلا تقل رغبتھم فی الخیرات ----- و ابقاء العوام راغبین فی الصلوۃ اولی من تنفرھم۔ (۱۵۰/۲)

یعنی شب قدر کی نماز اور اسی طرح کی دیگر نفل نمازیں با جماعت ادا کرنے کو اگرچہ علماء نے مکروہ لکھا ہے مگر عوام میں یہ فتویٰ نہ دیا جائے تاکہ نیکیوں میں ان کی رغبت کم نہ ہو۔ عوام کو نماز کی طرف راغب رکھنا انہیں نفرت دلانے سے کہیں بہتر ہے۔

(فتاوی ۷/۴۱۸، ۴۳۴، ۴۶۶)

انعام کی رات

اس ماہ مبارک کی آخری رات جزا اور انعام کی رات ہے۔ اور یہ قبولیت دعا کا موقع ہے۔ حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

الم تر الی العمال یعملون فاذا فرغوا من اعمالھم و فوا اجورھم۔ (شعب الایمان ۲/ ۳۰۳)

یعنی کیا تم نے نہیں دیکھا کہ مزدور کام کرتے ہیں۔ پس جب اپنے عمل سے فارغ ہوتے ہیں اس وقت پوری مزدوری پاتے ہیں۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ:

العامل انما یوفی اجرہ اذا قضی عملہ (مسند احمد ۲/ ۲۹۲)

یعنی عامل جب اپنا عمل پورا کر لیتا ہے تو اسے پورا اجر دیا جاتا ہے۔

تو مومن کے لئے بیشک یہ بہت بڑا موقع ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کے بعد اپنی حاجات عرض کرے اور قبولیت کا شرف پائے۔ (فتاوی ۸/۵۱۷، ۵۱۸)

صدقہ فطر

صدقہ فطر ماہ رمضان میں لاگو ہوتا ہے اور یہ ہر مسلمان مرد، عورت، بچے پر واجب ہے۔ اس کی ادائیگی عید سے قبل ہونی چاہئے۔ اور جتنا جلد ادا کیا جائے بہتر ہے۔ صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوۃ کے ہیں اور اس کی مقدار دو مد گندم کے برابر ہے۔ صحیح ابن خزیمہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں صدقہ کھجور، منقی اور جو سے دیا جاتا۔ گندم میسر نہیں ہوتی تھی۔ ایک دوسری روایت میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب امیر معاویہؓ کے زمانے میں گندم کا استعمال عام ہوا تو علماء نے صدقہ فطر کی مقدار گندم سے دو مد مقرر کی میں (امام احمد رضا) نے ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ کو جو اور گندم کے پیمانوں سے تجربہ کیا تو بریلی کے سیر کی پیمائش سے گندم کی مقدار پونے دو سیر سے اٹھنی بھر زائد نکلی۔ یہ حساب محفوظ رکھنا چاہئے کیونکہ اس کے مطابق صدقہ فطر، کفارہ اور روزے نماز کا فدیہ ادا کرنے میں زیادہ احتیاط اور مستحقین کا نفع پنہاں ہے۔

(فتاوی ۱/۵۹۴، ۵۹۵)

حضور سید کائنات ﷺ کی سیرت طیبہ پر

سید عبدالرحمٰن بخاری کی سدا بہار تحریریں

☆ ہمہ قرآن در شان محمد ﷺ

☆ عرش کا راہی

☆ حاصل ایماں

☆ فقر غیور

☆ بارگہ حبیب ﷺ میں (زیر طبع)

Marfat.com

روزہ

اسلامی فریضہ

Marfat.com

روزہ فرض ہے

☆ رمضان کا روزہ ہر بالغ مسلمان پر فرض عین ہے۔ یہ دین کے بنیادی ارکان میں سے ہے۔ قرآن میں اگرچہ فرضیت روزہ کا ذکر صرف ایک ہی جگہ ہے لیکن عبارۃ اور اشارۃ اس کی فضیلت کئی دوسرے مواقع پر بھی ظاہر فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ سورہ بقرہ میں روزہ کی فرضیت یوں بیان کی گئی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔

اور سورہ توبہ میں اہل ایمان مردوں کے اوصاف یوں بیان کئے گئے:

التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ

یعنی توبہ کرنے والے' عبادت کرنے والے' حمد کرنے والے' روزہ رکھنے والے

اور سورہ تحریم میں مسلمان عورتوں کے متعلق فرمایا:

تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ

یعنی توبہ کرنے والیاں' عبادت کرنے والیاں' روزہ رکھنے والیاں

ان آیات میں السائح کا معنی روزہ رکھنے والا ہے۔ (فتاوی ۱۰/۶۵۔ باب زکوۃ)

☆ نبی کریم ﷺ کی بہت سی احادیث مبارکہ میں روزہ کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اسلام اور دین کی بنیاد تین چیزیں ہیں جن پر اسلام کی عمارت کھڑی ہے۔ اگر کسی نے ان میں سے ایک کو ترک کر دیا تو وہ کافر ہو گا اور اس کا خون مباح ہو گا۔ ان میں سے ایک کلمہ توحید کی شہادت' دوسری نماز فرض اور تیسری ماہ رمضان کا روزہ۔ **ابو یعلی** اور منذری کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ جو

Marfat.com

شخص ان تین ارکان میں سے کسی کو بجا نہ لایا وہ خدا کا منکر ہے
اس کا کوئی نفل و فرض قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور اس کا خون و
مال مباح ہو گا۔ (مسند ابو یعلی ج ۳ ص ۱۳)

ایک اور حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ سے یہ بھی منقول ہے کہ:

اربع فرضھن اللہ فی الاسلام فمن جاء بثلاث لم یغنین عنہ شیئا حتی یاتی بھن جمیعا الصلواۃ والزکوۃ و صیام رمضان و حج البیت (مسند امام احمد ج ۴ ص ۲۰۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے دین اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں۔ اگر کوئی شخص ان میں سے تین چیزیں انجام دیتا رہے تو وہ اس کے کسی کام نہیں آئیں گی۔ یہاں تک کہ چاروں چیزوں کو اپنائے۔
وہ یہ ہیں۔ نماز، زکوۃ، روزہ رمضان اور حج کعبہ۔

☆ روزہ ایک عبادت بھی ہے اور جسمانی صحت کا ذریعہ بھی۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اغزوا تغنموا و صوموا تصحوا و سافروا تستغنوا

(مجمع الزوائد ۵/۳۲۴)

یعنی جہاد کرو مال غنیمت پاؤ۔ روزہ رکھو تندرستی حاصل کرو اور سفر کرو تاکہ نفع کماؤ اور غنا پاؤ۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ روزہ انسان کے لئے جسمانی صحت اور روحانی تندرستی کا ذریعہ ہے۔ (فتاوی ۱۰/۳۳۲)

☆ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت پر بھی روزہ فرض ہے۔ البتہ اگر روزہ رکھنے سے خود کو یا بچے کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اور یہ اندیشہ ظن غالب کے ساتھ ہو تو ایسی صورت میں روزہ قضا کرنے کی اجازت ہے۔ (فتاوی ۱۰/۵۹۷)

Marfat.com

ایک غلط خیال

☆ بعض لوگوں کا ایک عجیب گمان ہے کہ حافظ قرآن کو اگر تراویح میں قرآن پاک سنانے اور دن کو دور کرنے کی وجہ سے ضعف اور کمزوری لاحق ہوتی ہو تو اس کے لئے روزہ معاف ہے۔ اسی طرح کچھ دوسرے کاموں کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بہت ہی گھٹیا اور باطل خیال ہے۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ تراویح میں قرآن پڑھنا روزہ رکھنے سے مانع نہیں ہے۔ پوری دنیا میں ہزارہا حفاظ قرآن جن میں بوڑھے' بچے اور کمزور شامل ہیں دن کو روزہ رکھتے اور رات کو قرآن سناتے ہیں۔ صدیوں سے یہ معمول چلا آ رہا ہے اور کبھی کسی کو نقصان دہ نہیں ہوا۔ اور ایسا ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ روزہ خود صحت ہے اور قرآن سراپا شفا۔ جس کا اعتقاد صحیح ہو اسے روزہ اور قرآن دونوں سے نفع حاصل ہو گا۔ قرآن حکیم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَ رَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

یعنی ہم نے قرآن نازل کیا جو مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے

اور روزہ کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صوموا تصحوا

یعنی روزہ رکھو اور صحت پاؤ۔

(مجمع الزوائد ۵/ ۳۲۴ - الجامع الصغیر ۲/۹۵)

بناء بریں کسی طرح بھی یہ باور نہیں کیا جا سکتا کہ تراویح میں قرآن پڑھنا یا کوئی اور دینی کام کرنا روزہ رکھنے سے مانع ہو۔ یہ صرف عذر باطل اور کم ہمتی ہے۔

پھر یہ ہے کہ بالفرض اگر قرآن پڑھنا کسی شخص کو اتنا کمزور کر دیتا ہے کہ اسے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہتی تو اس صورت میں اس کے لئے قرآن پڑھنا نہ سنت ہے نہ باعث ثواب بلکہ موجب گناہ ہے۔ کیونکہ شریعت اسلامی کا مطلق اصول ہے کہ

Marfat.com

جو بھی عمل روزہ رکھنے سے کمزور کر دے یا مانع ہو وہ جائز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہ دین نے کہا ہے کہ اگر روزہ کی وجہ سے کوئی شخص اتنا کمزور ہو جاتا ہے کہ نماز میں قیام کی طاقت نہیں رکھتا تو بھی اس کے لئے رمضان کا روزہ چھوڑنا جائز نہیں' بلکہ وہ روزہ رکھے اور نماز بیٹھ کر ادا کرے۔ (در مختار ۱/۱۵۲)

سبحان اللہ! روزہ کی اہمیت کتنی زیادہ ہے کہ اس کی خاطر نماز میں قیام ساقط ہو جاتا ہے حالانکہ نماز میں قیام فرض ہے۔ تو کہاں یہ کہ ایسے کسی عمل کی خاطر روزہ چھوڑنے کی اجازت دی جائے جس عمل کو خود روزے کی وجہ سے چھوڑا جا سکتا ہو جیسے کوئی سنت یا مستحب عمل۔ اور تراویح میں ختم قرآن بھی تو زیادہ سے زیادہ سنت ہی ہے' اس سے بڑھ کر نہیں بلکہ یہ تو سنت عین بھی نہیں' سنت کفایہ ہے۔ اور سنت کفایہ کا درجہ سنت عین سے بھی موخر ہوتا ہے جبکہ ماہ رمضان کا روزہ فرض عین ہے اور فرض عین' فرض کفایہ پر بھی مقدم ہوتا ہے۔ اب یہ کتنا بڑا ظلم اور کیسی بیوقوفی ہے کہ سنت کفایہ کی خاطر فرض عین چھوڑ دیا جائے۔ اور فرض عین بھی وہ جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> "اگر کسی نے بیماری یا دوسرے شرعی عذر کے بغیر ماہ رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دیا تو بعد میں ساری عمر روزے رکھتا رہے پھر بھی اس ایک روزے کا بدل نہیں ہو سکتا"۔ (صحیح بخاری)

ترتیب عبادات

اس موقع پر حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی یہ نفیس تحقیق پیش کرنا انتہائی فائدہ بخش ہے۔ فتوح الغیب کے مقالہ ترتیب عبادات میں آپ فرماتے ہیں:

> مومن کو چاہئے کہ وہ فرض عبادات کو انجام دے جن کے ترک سے وہ گنہگار ہوتا ہے۔ جب ان فرائض کو ادا کر چکے تو پھر سنن میں مشغول ہو جن کا ترک عتاب کا سبب ہے۔ اور سنن سے

Marfat.com

فراغت کے بعد نفلی عبادات کی طرف متوجہ ہو اگر فرائض کی ادائیگی سے پہلے ہی سنن اور نوافل میں مشغول ہو گیا تو وہ باطل اور رائیگاں ہوں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ نفلی عبادات میں مشغول ہو کر فرائض کو ضائع کر دینا آدمی کے لئے باعث ہلاکت ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی اپنے قرض خواہ کو ہدیہ دے دے مگر اس کا قرض ادا نہ کرے۔ ایسا ہدیہ بارگاہ الٰہی میں نامقبول ہے۔

☆ بناء بریں اگر کوئی حافظ قرآن تراویح پڑھا رہا ہو اور اس خیال سے روزے نہ رکھتا ہو کہ روزہ اسے کمزور کر دے گا تو لوگوں کو چاہئے کہ اس کو تراویح کی امامت سے ہٹا دیں' کیونکہ غالب گمان یہ ہے کہ وہ حافظ انتہائی درجہ کا کم ہمت اور امور **دینیہ** کے معاملے میں بد ذوق ہے اور وہ تراویح میں قرآن پاک محض ریاکاری کیلئے پڑھا رہا ہے۔ ایسے شخص سے قرآن پڑھوانا گناہ عظیم ہے۔ (فتاوی ۱۰/۳۴۴)

روزہ ایک شرعی عمل ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ شام تک عبادت کی نیت سے کھانے' پینے اور ہمبستری سے باز رہے۔ اور یہ شرعی عمل اپنے اندر بہت سے جسمانی فوائد لئے ہوئے ہے۔ روزہ انسان کو صحت مند بناتا ہے۔ اس کی بیماریاں دور کرتا ہے۔ اس کے جسم اور روح دونوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ حضور پر نور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صوموا تصحوا - یعنی روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے۔

اخلاص

روزہ کی نیت خالص ہونی چاہئے۔ روزہ کے فائدے بہت سے ہیں لیکن روزہ رکھتے وقت ان فائدوں کی نیت نہ ہو۔ مثلاً" روزے کے بارے میں حدیث ہے **صوموا تصحوا**۔ روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے۔ تو یہ نہیں ہو سکتا کہ روزہ تندرستی کی نیت سے رکھا جائے بلکہ روزہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہو گا اور تندرستی کی

Marfat.com

منفعت اس سے تبعاً" حاصل ہو گی۔ (ملفوظات حصہ اول ص ۳۵)

اگر دکھاوے یا کسی اور دنیاوی غرض کے لئے روزہ رکھا تو بظاہر فقہی عمل ادا ہو جائے گا لیکن ثواب نہ ملے گا بلکہ عذاب نار کا مستحق ہو گا۔ روز قیامت اس سے کہا جائے گا اے فاسق و فاجر' اے دھوکہ باز تیرا عمل ضائع ہو گیا۔ اپنا اجر اس سے مانگ جس کے لئے کرتا تھا۔ (ملفوظات ۱/۸۰)

رزق حرام

• اگر کسی شخص کا کھانا پینااور پہننا اوڑھنا سب حرام ہو اور وہ حرام کھانا کھا کر روزہ رکھے اور حرام چیز سے افطار کرے تو ظاہری طور پر اس سے روزے کا فرض ساقط ہو جائے گا کیونکہ سحری کھانا یا افطار کرنا روزے کی حقیقت میں داخل نہیں اور نہ اس کی شرائط میں سے ہیں۔ لیکن حرام کھانے کا گناہ اس کے ذمہ الگ سے عائد ہو گا۔

(فتاوی ۱۰/۳۳۱)

مسافر

مسافر اپنے گھر سے تین منزل یا اس سے زیادہ فاصلے کا ارادہ کر کے چلے تو خواہ سفر کی نیت اچھی یا بری جو بھی ہو وہ مسافر ہے۔ اور ایسے شخص کو جس دن کی صبح صادق مسافرت کے حال میں آئے اس دن کا روزہ ناغہ کرنا اور پھر کبھی اس کی قضا رکھ لینا جائز ہے۔ تاہم سفر میں روزہ اگر اسے یا اس کے رفیق سفر کو نقصان نہ پہنچائے تو پھر روزہ نہ رکھنا ہی بہتر ہے۔ در مختار میں ہے:

و يندب الصوم ان لم يضره۔ (در مختار ج ۱ ص ۱۵۴)

یعنی اگر مسافر کو روزہ تکلیف نہ دے تو روزہ رکھنا مستحب ہے۔

احترام رمضان

جو آدمی کسی شرعی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے اسے بھی ماہ رمضان کے احترام میں دن بھر روزہ دار کی طرح رہنا واجب ہے اور اگر مجبورا" کچھ کھانا پینا ہو تو حتی الوسع چھپا کر کھائے پیے۔ (فتاوی ۱۸/۵۱۹' ۵۹۵)

سحرو افطار

☆ حضور سرور کائنات ﷺ کا معمول مبارک اور عادت مستمرہ یہی تھی کہ آپ ﷺ تاخیر سے سحری تناول فرمایا کرتے۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو جہاں تک ممکن ہو سنت کی پیروی میں سحر کا کھانا تاخیر سے کھانا چاہئے۔ تاہم ایسی دیر نہ ہو کہ صبح کا شک پڑ جائے۔ (فتاوی ۱۰/ ۴۲۷)

☆ سحری کھانے میں تاخیر مستحب و مسنون ہے۔ احادیث صحیحہ میں حضور ﷺ نے تعجیل افطار اور تاخیر سحور کا حکم فرمایا۔ ارشاد گرامی ہے:

> میری امت ہمیشہ خیر سے رہے گی جب تک افطار میں جلدی اور سحر میں دیر کرے گی۔ (صحیح بخاری)

سحری میں تاخیر کا معنی یہ ہے کہ اس وقت تک کھائے جب تک طلوع فجر کا ظن غالب نہ ہو۔ آیہ کریمہ **حتی یتبین لکم الخیط الابیض** یعنی حتی کہ سفید ڈورا تمہارے لئے خوب ظاہر ہو جائے کا یہی منشاء ہے۔

☆ رمضان میں سحری کے وقت سونے والوں کو جگانے کے لئے اور سحری کا وقت ختم ہونے کا اعلان کرنے کے لئے نقارہ وغیرہ کوئی معروف طریقہ اختیار کرنا جائز بلکہ مناسب ہے۔ (فتاوی ۱۰/ ۴۳۵)

Marfat.com

افطار میں جلدی

روزہ افطار کرنے میں تعجیل یعنی جلدی کرنا مستحب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میری امت ہمیشہ خیر سے رہے گی جب تک افطار میں جلدی اور سحر میں دیر کرے گی۔ (صحیح بخاری ۱/ ۲۶۳)

☆ تعجیل افطار کا معنی یہ ہے کہ جب غروب آفتاب پر یقین ہو جائے فوراً افطار کرلے وہم اور وسوسہ میں نہ پڑے اور نہ بلاوجہ رافضیوں کی طرح شب کا ایک حصہ داخل ہونے کا انتظار کرے تاہم ایسی جلدی کہ ابھی آفتاب غروب ہونے میں شک ہو حرام اور مفسد صوم ہے۔ شک کی حالت میں افطار سے روزہ جاتا رہتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب سورج غروب ہونے کا یقین نہ ہو دن باقی سمجھا جائے گا اور اس وقت روزہ کھولنا دن میں کھولنا ٹھہرے گا۔ اور ستاروں کا ظاہر ہونا غروب آفتاب کی دلیل نہیں کیونکہ بعض تارے دن سے چمکتے ہیں۔ (فتاوی ۱۰/ ۶۲۷)

☆ حضور سید عالم ﷺ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ روزہ کی حالت میں غروب آفتاب سے پہلے کسی کو حکم فرماتے کہ بلندی پر جاکر آفتاب کو دیکھتا رہے۔ وہ نگاہیں آسمان پر جمائے رکھتا اور حضور اقدس ﷺ اس کی خبر کے منتظر ہوتے۔ جونہی وہ اطلاع دیتا کہ سورج ڈوب گیا ہے آپ ﷺ خرما وغیرہ تناول فرما کر روزہ افطار کرتے۔ چنانچہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو روزے کی حالت میں دیکھا۔ آپ ﷺ کھجور ہاتھ میں پکڑے ہوئے غروب آفتاب کا انتظار فرما رہے ہیں۔ جیسے ہی سورج ڈوبا آپ ﷺ نے کھجور تناول فرما کر روزہ افطار کر لیا۔ (کشف الغمہ ۱/۲۵۵) (فتاوی ۱۰/۶۳۸)

Marfat.com

افطار کی دعا

روزہ افطار کرنے کی مسنون دعائیں یہ ہیں

○ اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْنَا وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْنَا فَتَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ (شعب الایمان ۳/۴۰۶)

○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعَانَنِیْ فَصُمْتُ وَرَزَقَنِیْ فَاَفْطَرْتُ

(عمل الیوم اللیلۃ ص ۱۲۸)

○ ذَھَبَ الظَّمَاءُ وَ ابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَ یَثْبُتُ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی (ابی داود ۱/۳۲۱)

○ اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ (اشعتہ اللمعات ۲/۸۴)

☆ دلائل شرعیہ کا مقتضی یہ ہے کہ روزہ افطار کرنے کی مسنون دعا افطار کے بعد پڑھنی چاہئے۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ کے معمولات مقدسہ میں ایسا ہی نظر آتا ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ روزہ جلد افطار کی تلقین کی گئی ہے اور دعا غروب آفتاب سے پہلے تو پڑھنا بے معنی ہے۔ اور آفتاب غروب ہوتے ہی سب سے پہلا کام افطار ہونا چاہئے۔ دیکھئے اگر عمرو سورج ڈوبنے کے بعد پہلے مسنون دعائیں پڑھے اور پھر روزہ افطار کرے اور اس کے مقابلے میں زید سورج ڈوبتے ہی پہلے فورا" روزہ افطار کرے اور پھر دعا پڑھے تو سوچنا چاہئے کہ ان میں سے کس کا فعل اللہ تعالٰی کے ہاں زیادہ محبوب ہے۔ حدیث طیبہ سے شہادت ملتی ہے کہ زید کا عمل زیادہ پسندیدہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالٰی کا ارشاد گرامی ایک حدیث قدسی میں منقول ہے کہ:

ان احب عبادی الی اعجلھم فطرا

(ترمذی ۱/۸۸)

یعنی مجھے اپنے بندوں میں وہ شخص زیادہ پیارا ہے۔
جو ان میں سب سے زیادہ جلد روزہ افطار کرتا ہے۔

Marfat.com

اب اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مذکورہ بالا صورت میں زید کا روزہ افطار کرنا عمرو کے مقابلے میں جلد تر ہے۔ اور یہی طریقہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہے۔ بناء بریں روزہ دار کو چاہئے کہ سورج غروب ہوتے ہی فوراً" افطار کرے اور پھر ساتھ ہی مسنون دعا پڑھے۔

افطاری

☆ تازہ کھجور کے ساتھ افطار کرنا مسنون ہے۔ اگر تازہ کھجور نہ ہو تو خشک کھجور لے لی جائے اور وہ بھی میسر نہ ہو تو پانی سے افطار کرنا بہتر ہے۔ یہی حضور اکرم ﷺ کا اسوہ مبارکہ ہے۔ سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یفطر قبل ان یصلی علی رطبات فان لم تکن رطبات فتمیرات و ان لم تکن تمیرات فحسا حسوات من ماء

(ترمذی ۸۸/۱ – ابی داؤد ۳۲/۱)

یعنی حضور سید عالم ﷺ نماز مغرب ادا کرنے سے پہلے تر کھجور سے روزہ افطار کرتے۔ اگر تر کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک کھجوریں استعمال فرماتے اور اگر وہ بھی نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔

(فتوی ۱۰/ ۶۳۹)

☆ پیٹ بھر کر کھانا اکثر عبادت میں رکاوٹ بنتا ہے۔ خاص کر ماہ رمضان میں افطار کے وقت کم کھانا چاہئے تاکہ قیام لیل کی برکات سے محروم نہ ہو۔ جو بہت کھائے پئے گا وہ بہت سوئے گا۔ اور جو بہت سوئے گا وہ خیرات و برکات کھوئے گا۔ اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ:

Marfat.com

ان كثرة الاكل شوم (شعب الایمان ۵/۳۲)

یعنی بے شک بہت کھانا پینا منحوس ہے۔

☆ پس کھانا حتی الامکان کم کھانا چاہئے۔ تقلیل غذا سب سے بہتر علاج ہے۔

حضور سرور کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

آدمی نے پیٹ سے بدتر کوئی برتن نہیں بھرا۔ انسان کے لئے چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی پیٹھ سیدھی رکھیں۔ اور اگر یہ کافی نہ ہو تو ایسا کرے کہ تہائی پیٹ کھانے کے لئے' تہائی پینے کے لئے اور تہائی سانس کے لئے رکھے۔ (ترمذی ۲/ ۶۰)

قبولیت دعا کا وقت

حضور پر نور سید عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

ان للصائم عند فطره لدعوة ما ترد (ابن ماجہ ص ۱۳۶)

یعنی بے شک روزہ دار کے لئے افطار کے وقت بالیقین ایک دعا ہے کہ رد نہ ہو گی۔

مطلب یہ ہے کہ روزہ دار کی ایک دعا افطار کے وقت رد نہیں ہوتی۔ روزہ بہت بڑی عبادت ہے اور رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ۔ چنانچہ روزہ دار شام کو افطار کے وقت خدا کی بارگاہ میں دعا کرے اور اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

لكل عبد صائم دعوة مستجابة عند افطاره اعطى فى الدنيا او ذخر له فى الاخرة (نوادر الاصول ص ۸۳)

یعنی ہر روزہ دار بندے کے لئے افطار کے وقت ایک دعا ہے جو قبول ہو گی خواہ دنیا میں اسے دے دی جائے یا آخرت میں اس

Marfat.com

کے لئے ذخیرہ رکھی جائے۔ (فتاوی ۸/۵۱۸، ۵۱۹)

روزہ کب ٹوٹتا ہے

☆ تین چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

۱۔ باہر سے کوئی چیز بدن میں اس طرح داخل ہو کہ باہر سے اس کا تعلق نہ رہے۔

۲۔ جماع اگرچہ انزال نہ ہو۔

۳۔ شہوت کے ساتھ مس کرنا جبکہ انزال ہو جائے۔

(فتاوی ۱۰/ ۴۸۷)

☆ روزہ فاسد ہونے کا معیار یہ ہے کہ باہر سے کوئی ایسی چیز پیٹ میں داخل ہو جائے جس سے بچاؤ مشکل ہو تو وہ معاف ہے۔ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ چنانچہ کلی کرنے کے بعد منہ میں جو تری باقی رہ جاتی ہے اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

(فتاوی ۳/۱۷۴)

☆ سحری میں کوئی چیز کھانے کے بعد اگر اس کا تھوڑا سا اثر منہ میں باقی رہ جائے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کھائی ہوئی چیز کا تھوڑا سا اثر جو دانتوں کے ارد گرد باقی رہ جاتا ہے اور لعاب کے ساتھ مل کر حلق میں اترتا رہتا ہے۔ عام طور پر اس سے بچنا مشکل ہوتا ہے۔ اور جس چیز سے بچنا مشکل ہو وہ معاف ہے۔ البتہ اگر کوئی ذائقہ محسوس ہو تو پھر وہ چیز قلیل شمار نہیں ہو گی اور اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اس بارے میں اصول یہ ہے کہ اگر وہ اثر ایسا ہو جو لعاب سے مل کر خود بخود بغیر قصد کے حلق سے اتر جائے تو وہ قلیل ہے جس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ لیکن اگر وہ اثر ایسا ہو جسے قصداً حلق سے اتارنا پڑے تو پھر وہ کثیر ہے اور اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (فتاوی ۳/۱۷۵)

Marfat.com

☆ اگر کوئی شخص سحری کے وقت اتنا زیادہ کھالے کہ صبح اسے کھٹی ڈکاریں آئیں تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (فتاوی ۱۰/۴۸۶)

☆ اگر کوئی شخص رات کو پان کھا کر سویا اور صبح اٹھنے کے بعد چند ذرے چھالیا کے دانتوں میں لگے رہ گئے تو روزہ صحیح ہو جائے گا۔ لیکن اگر منہ میں ایسا اگل کثیر تھا جس کا لعاب کے ساتھ حلق میں جانا مظنون ہے تو روزہ نہ ہو گا۔

(فتاوی ۱۰/۴۸۵)

☆ جو لوگ پان یا تمباکو یا نسوار کے عادی ہیں وہ اگر روزہ کی حالت میں پان' تمباکو نسوار منہ میں رکھ لیں اور حلق میں نہ جانے دیں تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور کفارہ لازم آئے گا کیونکہ پان تمباکو منہ میں رکھا جائے تو اس کا عرق ضرور حلق میں جائے گا اور نسوار جب اوپر کو سونگھی جائے تو ضرور دماغ کو پہنچے گی۔ اور یہی تو ان چیزوں کے استعمال کا مقصد ہے۔ اور بالفرض اگر ان میں یقینی احتیاط کی صورت ممکن ہوتی جب بھی ممانعت میں شک نہ تھا کیونکہ حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

من وقع فی الشبهات وقع فی الحرام کالراعی یرعی حول الحمی یوشک ان یرتع فیه۔ (صحیح مسلم ۲/۲۸)

یعنی جو آدمی شبہ والی چیزوں کو اپناتا ہے وہ حرام میں پڑ جائے گا جیسا کہ محفوظ چراگاہ کے آس پاس بکریاں چرانے والا شخص قریب ہے کہ ممنوع حصے میں داخل ہو جائے۔ (فتاوی ۱۰/ ۴۸۶)

☆ کاغذ' پتھر' مٹی وغیرہ جو دوا ہیں نہ غذا اور نہ ہی عام طور پر آدمی کی طبیعت انہیں کھانے کے لئے مائل ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص پیٹ بھر کر ان میں سے کوئی چیز کھالے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا مگر کفارہ لازم نہیں ہو گا صرف قضا ہو گی۔

(فتاوی ۱۰/ ۵۹۵)

☆ دانتوں سے خون نکلے اور روزہ دار اس کو نگل لے تو اگر حلق میں خون کا ذائقہ محسوس ہو تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ لیکن اگر ذائقہ محسوس نہ ہو تو روزہ فاسد

Marfat.com

نہیں ہو گا۔ (فتاوی ۳/ ۱۴۹)

☆ روزہ دار کے حلق میں عود و عنبر یا کسی چیز کا دھواں' غبار خواہ آٹے کی چکی کا ہو' عطر کی خوشبو' دواؤں کے ذائقے کا اثر' مکھی یا اس طرح کی اور کوئی چیز خود بخود چلی گئی۔ روزہ دار نے بالقصد اسے داخل نہ کیا ہو تو روزہ فاسد نہیں ہو گا' اگرچہ اس وقت اسے یاد ہو کہ میرا روزہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ان چیزوں سے بچنا ممکن نہیں کیونکہ روزہ دار کو بات کرنے کے لئے منہ کھولنا پڑتا ہے۔ پھر یہ اس تری کی مانند ہیں جو کلی کرنے کے بعد منہ میں رہ جاتی ہے۔ (فتاوی ۱۰/ ۴۹۰' ۴۹۱)

☆ تاہم اگر کسی روزہ دار نے مذکورہ اشیاء میں سے کوئی چیز ارادۃً جان بوجھ کر اپنے حلق میں داخل کی تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا۔ حتی کہ جس نے عود و عنبر یا کسی چیز کی دھونی سلگائی اور اپنے قریب رکھ کر اس کا دھواں سونگھا اور روزہ یاد ہوتے ہوئے حلق میں داخل کیا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (فتاوی ۱۰/ ۴۹۳)

☆ پانی میں غوطہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ہاں اگر پانی جوف کے اندر مسام کے بجائے منافذ سے چلا جائے تو پھر روزہ ٹوٹ جائے گا اور غوطے میں عام طور پر ایسا نہیں ہوتا۔

☆ سرمہ ہر وقت لگانے کی اجازت ہے اور لگا کر سو بھی سکتا ہے۔ آنکھوں میں کان یا ناک کی طرح سوراخ نہیں جن میں کوئی چیز داخل ہونے سے روزہ کو نقصان پہنچے۔

☆ مسواک کرنا سنت ہے۔ روزہ دار ہر وقت مسواک کر سکتا ہے۔ البتہ عصر کے بعد مسواک چبانے سے لکڑی کے ریزے چھوٹیں یا مزہ محسوس ہو تو احتیاط کرنی چاہئے۔ روزہ دار کو منجن استعمال کرنے سے احتیاط بہتر ہے۔

☆ روزہ دار کو خلال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر رات کو دانتوں میں کچھ بچا کر نہ رکھنا چاہئے جسے دن کو خلال سے نکالے۔

☆ روزہ دار خوشبو سونگھ سکتا ہے۔ البتہ لوبان یا کوئی ایسی خوشبو سونگھنے سے

Marfat.com

جس کے اجزاء دماغ کو چڑھ جائیں روزہ ٹوٹ جائے گا۔

☆ روزہ دار اپنے سر اور بدن پر تیل اچھی طرح مل کر جذب کر سکتا ہے۔ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ہاں کان میں ڈالنے سے روزہ جاتا رہے گا۔

☆ روزہ دار کو فصد کھلوانا جائز ہے۔ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ چونکہ اس سے کمزور ہو جانے کا اندیشہ ہے لہٰذا بچنا مناسب ہے۔

☆ پچکاری لگوانے سے مرد کا روزہ نہیں ٹوٹتا' عورت کا ٹوٹ جاتا ہے۔
(فتاوی ۸/ ۴۸۷)

☆ روزہ دار سن رسیدہ ہو یا اپنے نفس پر قابو پا سکے تو روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لے سکتا ہے۔ لیکن اگر جوان ہو یا ضبط نفس پر قادر نہ ہو تو اس کے لئے روزے کی حالت میں بوسہ لینا منع ہے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ سے ایک بار کسی نے روزے کی حالت میں بوسہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے اجازت فرمائی اور دوسرے کسی شخص نے پوچھا تو منع فرما دیا۔ اس فرق کی وجہ وہی ضبط نفس کی قدرت ہے۔
(فتاوی حاشیہ ۲/ ۲۹۳)

☆ اگر کسی شخص نے جنابت کی حالت میں روزہ رکھا اور قصداً" افطار کے وقت تک غسل نہیں کیا تو اگرچہ اس کا روزہ فاسد نہیں ہو گا کیونکہ طہارت شرط صوم نہیں' لیکن سارا دن ناپاک رہنے اور نمازیں نہ پڑھنے کی وجہ سے روزے کی نورانیت میں ضرور فرق آئے گا۔ نماز نہ پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔ اور گناہ کبیرہ کی ظلمت سے روزے کا نور گھٹ جاتا ہے۔
(فتاوی ۱۰/۵۵۶)

☆ اگر کسی شخص نے غروب آفتاب کی تحقیق کئے بغیر یونہی روزہ افطار کر لیا اور بعد میں ثابت ہوا کہ ابھی آفتاب نہیں ڈوبا تھا یا اس بارے میں کچھ پتہ نہ چل سکا تو دونوں صورتوں میں اس شخص کو روزہ قضا کرنا پڑے گا۔ لیکن اگر ثابت ہوا کہ جب اس نے روزہ کھولا اس وقت فی الواقع سورج ڈوب چکا تھا تو اب روزے کی قضا نہیں۔
(فتاوی ۱۰/ ۳۵۶'۳۵۷)

کفارہ

☆ کفارہ صرف ماہ رمضان کا روزہ توڑنے پر عائد ہوتا ہے اور اس توڑنے کی بھی چند شرائط ہیں۔ **مثلاً** یہ کہ روزہ کی نیت رات سے کی ہو اور جان بوجھ کر اپنی مرضی سے توڑا جائے۔ کسی قسم کا جبر و اکراہ نہ ہو۔ اور نہ ہی کوئی عذر شرعی جیسے مرض وغیرہ لاحق ہو۔
(فتاوی ۱۰/۵۹۵)

☆ جن چیزوں سے روزہ تو ٹوٹ جاتا ہے مگر کفارہ لازم نہیں آتا اگر کوئی شخص بار بار ان کا ارتکاب گناہ کے قصد سے کرے۔ یعنی جانتا ہو کہ میں گناہ کر رہا ہوں تو اب نہ صرف یہ کہ اس پر روزہ کی قضا لازم ہو گی بلکہ بطور سزا کفارہ بھی عائد ہو گا جیسا کہ در مختار وغیرہ کتب فقہ میں اس کی صراحت کی گئی ہے۔
(فتاوی ۱۰/۵۹۶)

☆ روزہ توڑنے کا جو کفارہ مقرر کیا گیا ہے اس میں ایک شرعی ترتیب پائی جاتی ہے۔ سب سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا لازم ہے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو پھر دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا۔ اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو آخر میں یہ ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے ۔ کفارہ ادا کرنے میں یہ ترتیب ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ غلام تو آج کل موجود نہیں مگر باقی دو چیزوں میں ترتیب نہ رکھنا غلط ہے۔

(فتاوی ۱۸/۵۹۵)

روزہ کا فدیہ

☆ بعض نادان لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ روزہ کا فدیہ ہر شخص کے لئے جائز ہے۔ جس کو بھی کچھ تکلیف ہو وہ روزہ چھوڑ دے اور اس کا فدیہ ادا کر دے۔ یہ خیال بالکل غلط ہے ایسا ہرگز نہیں۔

☆ فدیہ کی اجازت صرف شیخ فانی کے لئے ہے جو پیرانہ سالی کی وجہ سے حقیقتاً روزہ رکھنے کے قابل نہ ہو۔ گرمیوں میں روزہ رکھ سکے نہ جاڑے میں۔ نہ

Marfat.com

لگاتار نہ متفرق۔ اور جس عذر کے باعث وہ روزہ رکھنے سے قاصر ہے آئندہ اس عذر کے دور ہونے کی امید بھی نہ ہو۔ صرف ایسے شخص کو روزوں کے بدلے فدیہ ادا کرنے کا حکم ہے۔ (فتاوی ۱۰/۷ ۵۴۳)

☆ روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہونا ایک تو واقعی ہوتا ہے اور ایک کم ہمتی سے ہوتا ہے۔ کم ہمتی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اکثر اوقات شیطان آدمی کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ بیماری اور کمزوری کی وجہ سے وہ روزہ رکھنے کے قابل نہیں ہے۔ پھر جب خدا پر بھروسہ کر کے آدمی روزے رکھنے لگے تو اسے کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔ تب معلوم ہوتا ہے کہ یہ شیطان کا دھوکہ تھا۔ لہٰذا انسان کو چاہئے کہ شیطان کے وسوسوں سے بچ کر چلے اور اگر فی الواقع کوئی اہل اور دیانتدار ڈاکٹر اسے روزہ رکھنے سے منع کرے تو اس کی ہدایت پر عمل کرے ورنہ اپنے وہم کو لائق اعتنا نہ سمجھے (فتاوی ۱۰/۷ ۵۴۳)

☆ بعض بوڑھے اور بیمار لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو گرمیوں میں روزہ کی طاقت واقعی نہیں ہوتی مگر جاڑوں میں رکھ سکتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے فدیہ دینا جائز نہیں بلکہ گرمیوں میں قضا کر کے سردیوں میں روزے رکھنا ان پر فرض ہے۔

☆ بعض بیمار اور کمزور لوگ ایسے ہوتے ہیں جو لگاتار مہینے بھر کے روزے نہیں رکھ سکتے مگر ایک دو دن ناغہ کر کے رکھ سکتے ہیں ایسے لوگ جتنے روزے رکھ سکیں اتنے رکھنا فرض ہے۔ باقی جتنے قضا ہو جائیں بعد میں رکھ لیں۔

(فتاوی ۱۰/۷ ۵۴۳)

☆ کسی جوان یا بوڑھے شخص کو بیماری نے اتنا کمزور کر دیا ہو کہ وہ فی الوقت روزے رکھنے کے قابل نہ ہو تب بھی اسے فدیہ دینے کی اجازت نہیں بلکہ بیماری جانے کا انتظار کرے۔ اور بعد میں جب ہمت ہو تو روزے قضا کر لے۔

(فتاوی ۱۰/ ۷ ۵۴۳)

☆ فدیہ کی اجازت صرف ایسے شیخ فانی کے لئے ہے جسے بڑھاپے نے اتنا زیادہ ناتواں کر دیا ہو کہ وہ کسی موسم اور کسی صورت روزے رکھنے کے قابل نہ ہو۔ اور نہ

Marfat.com

اس کی طاقت بحال ہونے کا امکان ہو کیونکہ بڑھاپا تو جانے والی چیز نہیں۔ جوں جوں عمر بڑھے گی ضعف بڑھتا جائے گا۔ ایسے شخص کو اجازت ہے کہ روزے نہ رکھے اور ان کا فدیہ ادا کرے۔ (فتاوی ۱۰/ ۵۴۷، ۵۴۹)

فدیہ کی ادائیگی

☆ شیخ فانی پر روزوں کا فدیہ اپنی زندگی میں ادا کرنا واجب ہے۔ اگر کسی وجہ سے ادا نہ کر سکے تو وصیت کر دے۔ بہتر یہ ہے کہ اپنی زندگی ہی میں ادا کر دے۔ مرض وفات میں بھی روزہ کا فدیہ دینا جائز ہے۔ (فتاوی ۱۰/ ۵۴۵)

☆ فدیہ کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے شرعی مصارف ہیں۔ صدقہ فطر، کفارہ، نذر اور دیگر صدقات واجبہ کے مصارف بھی وہی ہیں۔ (فتاوی ۱۰/ ۵۴۸)

☆ ایک روزہ کا فدیہ نصف صاع گندم یا ایک صاع جو ہے۔ ایک صاع کا وزن دو سو ستر تولے کے برابر ہے۔ گندم اور جو کے علاوہ کسی قسم کا کوئی غلہ وغیرہ دینا ہو تو اس میں وزن کا لحاظ نہیں ہو گا بلکہ اسی ایک صاع جو اور نیم صاع گندم کی قیمت کا اعتبار کیا جائے گا۔ قیمت میں اس دن کا نرخ بازار معتبر ہو گا جس دن فدیہ واجب ہوا نہ کہ جس دن ادا کر رہے ہیں۔ (فتاوی ۱۰/ ۵۴۵- ۵۳۱)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الصوم

روزہ کے مسائل

تالیف

علامہ سید محمود احمد رضوی
امیر و شیخ الحدیث مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

با اہتمام

صاحبزادہ پیر سید مصطفٰے اشرف رضوی

ناشر

شعبہ تبلیغ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف (ٹرسٹ)
گنج بخش روڈ، لاہور پاکستان
فون: ۷۱۱۵۷۶۱

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتابُ الصّوم

روزہ کے مسائل

۱۔ رمضان۔ رمض سے مشتق ہے۔ اس کے معنی جلنے کے ہیں جس سال رمضان کے روزے فرض ہوئے وہ سخت گرمی کا مہینہ تھا اس لئے اس کا نام رمضان ہو گیا۔ حدیث میں آیا ہے حِیْنَ تَرْمُضُ الْفِصَالُ یا اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ روزہ دار کے گناہ جل جاتے ہیں۔

روزہ کی تعریف

از روئے لُغت صُوم کے معنی امساک کے ہیں۔ قرآن مجید میں حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق فرمایا۔ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا۔ (پ۱۶ سورۂ مریم آیت ۲۶) اس آیت میں صوم سے مُراد محض بولنے سے رُک جانا ہے اور عرف شرع میں روزہ یہ ہے کہ مسلمان بنیّتِ عبادت صُبح صادق سے غروبِ آفتاب تک اپنے کو قصداً کھانے پینے اور جماع سے باز رکھے۔ عورت کا حیض ونفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔ یہ تو نفس روزہ کی تعریف ہے۔ جس سے فرض ادا ہو جاتا ہے۔ لیکن روزہ کے کچھ آداب بھی ہیں جن کا لحاظ روزہ میں مزید حُسن پیدا کرتا ہے۔ اسی بناء پر عُلماء و صُوفیا نے روزہ کے تین درجے مقرّر کیئے ہیں۔

روزہ کے تین درجے

اوّل: عام لوگوں کا روزہ: وہ یہ ہے کہ کھانا پینا اور جماع کرنا ترک کر دے۔

دوم: خاص لوگوں کا روزہ: وہ یہ ہے کہ کان۔ آنکھ۔ زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں اور باقی اعضاء کو گناہوں سے محفوظ رکھے۔ اس کی تکمیل چھ چیزوں سے ہوتی ہے۔

۱: آنکھ کو مذموم و مکروہ اور ہر اس چیز سے بچائے جو ذکرِ الٰہی سے غافل کرتی ہو۔ حضور علیہ السّلام نے فرمایا بُری نظر شیطان کے زہر آلود تیروں سے ایک تیر ہے۔ پس جو بُری نظر کو خوفِ الٰہی سے چھوڑے گا، تو اللہ تعالٰی ایسا ایمان عطا فرمائے گا جس کی حلاوت قلب میں محسوس ہو گی

Marfat.com

۲۔ زبان کو بکواس، جھوٹ، غیبت، فحش گوئی سے محفوظ رکھے۔ عہدِ نبوی میں عورتوں نے روزہ رکھا۔ دن کے آخری حصہ میں بھوک اور پیاس نے اس قدر ستایا کہ جان پہ بن گئی۔ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آدمی بھیج کر روزہ توڑنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے ایک پیالہ بھیجا اور حکم دیا کہ جو کچھ ان دونوں نے کھایا ہے۔ اس کو اس پیالہ میں قے کر کے نکال دیں۔ چنانچہ ایک نے قے کی تو قے میں آدھا خالص تازہ خون تھا اور آدھا تازہ گوشت اور دوسری عورت کی قے میں بھی خون اور گوشت نکلا۔ لوگوں کو اس سے تعجب ہوا تو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں عورتوں نے روزہ رکھا اور اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کے استعمال سے اپنے آپ کو بچایا مگر اس کی حرام کی ہوئی چیز کا ارتکاب کیا۔ ان میں سے ایک دوسرے کے پاس جا کر بیٹھی اور دونوں نے مل کر لوگوں کی غیبت کی۔ کسی آدمی کی غیبت کرنا اس کا گوشت کھانا ہے۔ یہ گوشت جو قے میں نکلا وہی غیبت ہے۔

۳۔ کان کو ہر ناجائز آواز کے سُننے سے بچائے۔ اگر کسی مجلس میں غیبت ہوتی ہو تو وہاں سے اُٹھ جائے۔ حدیث میں فرمایا غیبت کرنے والا اور سُننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔

۴۔ بوقت افطار اتنا نہ کھائے کہ پیٹ تن جائے۔

۵۔ افطار کے بعد دل خوف اور اُمید کے درمیان رہے۔ کیا معلوم کہ اس کا روزہ قبول ہوا۔ لیکن اللہ کی رحمت سے نااُمید نہ ہو۔

سوم :۔ خاص الخاص حضرات کا روزہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا باتوں کے علاوہ دل دُنیوی خیالات سے پاک وصاف رہے۔ ہر لحہ وہر آن خالقِ کائنات ہی کی طرف لو لگی رہے۔ ماسوائے اللہ کا خیال نہ آئے۔ اسی کے ذکر و فکر و مراقبہ میں دن اور رات گذر جائیں۔ ایسا روزہ انبیاء کرام صدیقین و مقربین کا ہوتا ہے۔ کسی بزرگ نے اسی کیفیت کو یُوں بیان کیا ہے۔

اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَّلَنَا فِیْھَا صَوْمٌ ۔ دُنیا کی عمر ایک دن ہے اور ہم اس میں روزے سے ہیں۔

روزے کب اور کس طرح فرض ہوئے

نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کے بعد ۱۰ شعبان معظم ۲ھ میں اس مبارک مہینے کے

Marfat.com

روزے فرض ہوئے۔ اس سے پیشتر عاشورہ یعنی دس محرم کا روزہ فرض تھا۔ پھر اس کے بجائے ہر مہینہ میں تین یوم تیرھویں چودھویں پندرھویں کے روزے فرض ہوئے جنہیں ایام بیض کے روزے کہتے ہیں۔ پھر ان کے بجائے رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ لیکن اختیار دیا گیا تھا کہ اگر روزہ نہ رکھے تو ہر روزہ کے فدیہ میں کسی مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع جو ادا کرے۔ پھر بھی روزہ رکھنا بہتر قرار دیا تھا۔ کچھ زمانے کے بعد یہ اختیار منسوخ ہوا اور روزہ رکھنا لازم قرار دے دیا گیا، مگر اس طرح کہ دن اور رات دونوں میں روزہ ہوتا۔ صرف غروب آفتاب سے نماز پڑھنے یا سونے تک کھانے پینے اور ہم بستر ہونے کی اجازت تھی۔ اگر عشاء سے پہلے آدمی سو جاتا تو اب بھی یہ تینوں باتیں حرام ہو جاتی۔ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ بعد نماز عشاء اپنے مکان پر پہنچے۔ خوشبو محسوس ہوئی جس سے قلب میں انبساط اور قویٰ میں انتشار پیدا ہوا۔ اہلیہ محترمہ سے ہم بستر ہو گئے۔ فارغ ہونے کے بعد عدول حکمی کے احساس سے طبیعت متاثر ہوئی اپنے نفس پر ملامت کرنے لگے اور روتے ہوئے بارگاہِ شفیع المذنبینؐ میں حاضر ہوئے۔ واقعہ عرض کیا۔ یہ سن کر مجلس میں کچھ اور حضرات بھی کھڑے ہوئے اور معذرت پیش کرنے لگے۔ جن سے اس قسم کا ارتکاب ہوا تھا۔ اس پر وحی نازل ہوئی اور پوری شب میں ہم بستر ہونا حلال فرما دیا گیا۔

قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ روزہ سے تھے۔ یہ مدینہ شریف کے باغات میں مزدوری کرتے تھے۔ شام کو کچھ کھجوریں لے کر مکان پر آئے اور اہلیہ سے کہا کہ ان کے بدلے میں کسی سے آٹا لے لو۔ وہ پڑوس میں آٹا بدلنے گئیں۔ یہ بارے تھکے تھے ہی۔ لیٹتے ہی زرا آنکھ لگی اور سو گئے۔ جب وہ واپس آئیں، انہیں سوتا دیکھ کر افسوس کرنے لگیں اور کہا نامراد رہے۔ کسی طرح رات گذری، صبح ہوئی، مگر ان کی حالت درست رہی۔ جب دوپہر ہوئی تو بیہوش ہو گئے۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت یہ واقعہ بیان کیا گیا۔ وحی آئی اور غروبِ آفتاب سے آخر شب تک کھانا پینا حلال کر دیا گیا۔ (تفسیر احمدی وغیرہ)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ روزہ اور اس کے متعلقات کے احکام و مسائل مطابق مذہب حنفی بطور خلاصہ پیش کر دیئے جائیں۔ تاکہ قارئین نفس مسائل سے یکجا مکمل طور پر واقف ہو جائیں۔

Marfat.com

فضائل رمضان

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے شعبان کی آخری تاریخ میں خطبہ دیا۔ جس میں فرمایا۔ ایک مہینہ آرہا ہے جو بہت مبارک ہے۔ اس میں ایک رات ہے (لیلۃ القدر) جو ہزار ماہ سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کی رات کے قیام کو ثواب عظیم بنایا۔ جو شخص اس ماہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے گا۔ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کئے۔ یہ ماہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غمخواری کا ہے۔ اس میں رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ نیز فرمایا اس ماہ میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ روزہ ڈھال ہے۔ لہٰذا روزہ دار کو چاہیئے کہ فحش بات نہ کرے۔ جہالت سے کام نہ لے کہ اگر کوئی شخص اس سے جھگڑے یا گالی دے تو وہ دو مرتبہ کہہ دے "میں روزہ دار ہوں" نیز فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہے، روزہ دار اپنا کھانا پینا اپنی خواہش سے میرے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا ہر نیکی کا ثواب دس گناہ ہے۔ لیکن روزہ کا اجر اللہ تعالےٰ خود عطا فرمائے گا۔ غرضیکہ یہ ماہ برکتوں اور رحمتوں کا خزینہ ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس کی حرمت و عزت کو ملحوظ رکھیں۔ نماز، روزہ حج، زکوٰۃ اور دیگر احکامِ الٰہیہ کی پابندی کریں۔ دن میں تنور اور ہوٹل بند رکھیں۔ زیادہ وقت تلاوتِ قرآن، ذکرِ الٰہی اور درود شریف کے ورد میں گذاریں اور بحضورِ الٰہی خلوصِ قلب کے ساتھ ملک و ملت کی بھلائی اور اپنے گناہوں کی بخشش کی دعا مانگیں۔

رویتِ ہلال

شریعت میں رویتِ ہلال کا اعتبار ہے جو واضح طور پر یا شرعی شہادت سے ثابت ہو۔ چاند دیکھنے کی شہادت شہر کے مقتدر عالم کے سامنے پیش کرنی چاہیئے۔ اگر ۲۹ شعبان کو چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے ۳۰ دن پورے کریں یونہی ۲۹ رمضان کو چاند نظر نہ آئے اور شرعی شہادت سے بھی اس کا ثبوت نہ ملے تو رمضان کے ۳۰ دن پورے کر کے عید کریں۔ شک کا روزہ رکھنا گناہ ہے۔

مسائل سحری

سحری کھانا سنت ہے اور باعث برکت۔ اگرچہ ایک لقمہ ہی کھائے۔ سحری

Marfat.com

میں تاخیر مستحب ہے، مگر اتنی نہیں کہ وقت میں شک ہو جائے۔ اگر وقت میں گنجائش نہ ہو تو بحالت جنابت سحری کھا سکتا ہے۔ ویسے غسل جنابت میں تاخیر نہیں کرنی چاہیئے۔ وضو میں کلی ایسی کہ منہ کے ہر پرزہ پر پانی بہہ جائے اور ناک میں اس طرح پانی لینا جہاں نرم بانسہ ہے پانی پہنچ جائے۔ سنت مؤکدہ ہے۔ اور غسل جنابت میں فرض ہے۔ کلی اور ناک میں پانی نہ لیا جائے تو غسل ہی نہ ہوگا اس لئے روزہ دار کو غسل فرض میں اس احتیاط سے کلی کرنی چاہیئے کہ منہ کے ہر پرزہ پانی بہہ جائے مگر حلق سے نیچے نہ اترے اور ناک میں پانی اس احتیاط سے لیا جائے کہ نرم بانسہ دھل جائے اور پانی نہ حلق میں اترے، نہ دماغ میں چڑھے اور اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ مثلاً سحری کے وقت اٹھا اور نہانے کی حاجت تھی تو فی الحال خوب اچھی طرح کلی کرے، ناک میں پانی لے اب جب بحالتِ روزہ نہائے گا تو کلی و ناک میں پانی لینے کی دوبارہ ضرورت نہ رہے گی۔

ضروری مسئلہ

سحری کھا کر سویا یا دن میں سویا۔ احتلام ہو گیا تو روزہ میں کچھ فساد نہیں آئے گا۔ غسل کرلے یونہی اپنی بیوی کا بحالتِ روزہ بوسہ لیا۔ حرج نہیں۔ بشرطیکہ انزال نہ ہو۔ بعض لوگ ذکی الحس ہوتے ہیں۔ بعض اوقات بحالتِ روزہ بیوی کو دیکھ کر انتشار ہو جاتا اور مذی نکلتی ہے۔ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مذی اور ودی وہ رطوبت ہے جو مذی کے نکلنے سے پہلے ظاہر ہوتی صرف اس نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ ہاں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ استنجا کر کے وضو کرلیں۔

روزہ کی نیت

نیت کا وقت بعد غروبِ آفتاب سے ضحوۃ کبریٰ تک ہے۔ ہر روز کے لیے نیت لازم ہے۔ نیت زبان سے بہتر ہے اور نیت ضحوی کبریٰ سے پہلے کرے تو روزہ ہوگا۔

نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا لِلّٰهِ تَعَالٰی	مَیں نے نیت کی کہ اس رمضان کا
مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ۔	فرض روزہ اللہ کے لیئے رکھوں گا۔

اگر نیت دن میں کرلے تو یوں کرے۔

نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ هٰذَا الْیَوْمَ لِلّٰهِ	میں نے آج اس رمضان کا فرض

روزہ اللہ کے لئے رکھا۔

سحری نیت ہے جب کہ کھاتے وقت یہ ارادہ ہو کہ روزہ رکھوں گا۔

روزہ کی حقیقت

نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کے بعد ۱۰ر شعبان سنہ ۲ھ میں رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ عرفِ شرع میں مسلمان کا بنیّتِ عبادت صبحِ صادق سے غروبِ آفتاب تک اپنے کو قصداً کھانے پینے جماع سے باز رکھنا روزہ ہے۔ عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔ رمضان المبارک کا روزہ رکھنے کے ساتھ ہر روزہ دار پر یہ بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ صرف کھانے پینے اور مباشرت ہی سے اجتناب نہ کرے بلکہ قول وفعل، لین دین اور دیگر معاملات میں بھی پرہیزی اختیار کرے جیسا کہ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ سے ظاہر ہے روزہ میں آدمی ہاتھ پاؤں کو کسی بھی بُرے کام کے لئے حرکت نہ دے۔ گالی گلوچ غیبت جیسی خرافات زبان پر نہ لائے۔ نہ کان میں پڑنے دے۔ اس کی آنکھ بھی غیر شرعی کام کی طرف نہ اُٹھے۔ بلکہ انسان تقویٰ کا عملی نمونہ بن جائے۔ اگر رمضان المبارک کے روزان قیود و شرائط کو مدِّ نظر رکھ کر پورے کئے جائیں تو اختتام رمضان پر تقویٰ و پرہیزگاری کا پیدا ہو جانا لازمی امر ہے۔

روزہ نہ رکھنے کے شرعی عذر

جب آدمی ایسا بیمار ہو کہ روزہ رکھنے سے جان جانے یا مرض کے بڑھنے یا دیر پا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ جب صحت ہو جائے قضا کرے۔ ایسا بوڑھا کہ روز بروز کمزور ہوگا نہ اب روزہ رکھنے پر قادر اور نہ بظاہر آئندہ قادر ہو سکے گا۔ ہر روزہ کے بدلے فدیہ دے یعنی ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔ یہ بوڑھا شخص جو فدیہ دیتا رہا۔ پھر روزہ پر قادر ہو گیا تو فدیہ دیتا رہا۔ پھر روزہ پر قادر ہو گیا تو فدیہ نفل ہوگا۔ اور روزہ کی قضا لازم ہے۔ جو ایسا مریض یا بوڑھا ہو کہ گرمیوں میں روزہ نہ رکھ سکتا ہو تو اب افطار کرے۔ جاڑوں میں رکھے۔ حاملہ عورت یا دودھ پلانے والی عورت جب انہیں اپنی ذات یا بچہ کا اندیشہ ہو تو ان کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے لیکن قضا لازم ہے۔

روزہ توڑنا گناہ ہے

روزہ رکھ کر بلا عذر شرعی توڑ دینا سخت گناہ ہے۔ ہاں اگر ایسا بیمار

ہوگیا کہ روزہ نہ توڑنے سے جان کے جانے کا خطرہ ہو یا بیماری کے بڑھ جانے کا احتمال قوی ہو یا ایسی شدید پیاس لگی کہ مرجانے کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں روزہ توڑ دینا جائز بلکہ واجب ہے۔ البتہ صحت ہو جانے پر قضا لازم ہے:

مسئلہ جن کا روزہ فاسد ہو جائے ان پر اور حیض و نفاس والی پر جب دن میں پاک ہوں نابالغ پر جب دن میں بالغ ہو۔ مسافر پر جب دن میں مقیم ہو واجب ہے کہ پورے دن روزہ دار کی طرح رہیں۔

مسئلہ: نابالغ جو بالغ ہوا کافر جو مسلمان ہوا اُن پر اس دن کی قضا واجب نہیں۔

روزہ کے مکروہات: کسی چیز کا بلا عذر چکھنا چبانا بایں طور کہ حلق سے نیچے نہ اترے جھوٹ چغلی۔ غیبت۔ گالی گلوچ۔ کوسنا۔ ناحق ایذا دینا۔ بے ہودہ فضول بکنا۔ چیخنا چلانا۔ کسی بھی خلافِ شرع کام میں مصروف ہونا یا مُنہ میں بہت سا تھوک جمع کر کے نگل جانا۔ کلّی اور ناک میں پانی ڈالنے سے مبالغہ کرنا۔ یہ تمام امورِ مکروہاتِ روزہ سے ہیں۔ اگرچہ اِن باتوں کے ارتکاب سے روزہ فاسد نہیں ہوتا تاہم جب آدمی نے روزہ رکھا ہے جو ایک قسم کی مشقت ہے۔ بھوک کی تکلیف اٹھا رہا ہے تو مذکورہ بالا چیزوں سے پرہیز ہی کرنا چاہیئے تاکہ روزہ کے ثواب میں اضافہ ہو۔

ان صورتوں میں روزہ فاسد نہیں ہوگا: بھول کر کھانا پینا، جماع کرنا، بلا اختیار گرد و غبار، دھواں۔ مکھّی یا مچھر کا حلق میں چلا جانا بوقتِ غسل کان میں پانی کا پڑ جانا۔ خود بخود قے آجانا، خواہ مُنہ بھر کر ہو۔ آنکھ میں دوائی ڈالنا۔ دن میں سوتے ہوئے احتلام ہو جانا۔ دانتوں میں جو چیز رہ گئی چنے کی مقدار سے کم ہو اس کو نگل لینا، تل دانتوں میں رہ گیا۔ اس کو نگل لیا۔ بیوی کا بوسہ لیا، چھُوا اور انزال نہ ہوا، ان سب صُورتوں میں روزہ فاسد نہ ہوگا، مسئلہ: بحالتِ روزہ سرمہ لگانا۔ سر اور بدن پر تیل ملنا، مسواک کرنا، خوشبو عطر وغیرہ سونگھنے سے روزہ فاسد نہ ہوگا اور یہ باتیں روزہ کو مکروہ نہیں کرتیں۔

روزہ کے مفسدات: کلّی کرنے میں پانی حلق کے نیچے اتر گیا: ناک میں پانی ڈالنے میں دماغ تک چڑھ گیا۔ قصداً مُنہ بھر کھانے، پت یا خون کی قے،

Marfat.com

منہ بھر قے خود آئی اور چنے برابر یا زیادہ نگل لی چنے برابر یا زیادہ کھانا دانتوں میں اٹکا تھا نگل گیا۔ ناک میں دوائی ٹپکی۔ کان میں دوا یا تیل ڈالا۔ حُقنہ لیا۔ صبح صادق کے قریب یا بھول کر جماع میں مشغول تھا۔ صبح ہونے پر یا یاد آنے پر الگ نہ ہوا۔ مباشرت فاحشہ کرنے، بوسہ لینے چھونے سے انزال ہوگیا۔ حُقّہ بیڑی، سگرٹ سگار وغیرہ پینے، پان کھانا اگرچہ پیک تھوک دے، حلق تک نہ جائے۔ ان تمام صُورتوں میں روزہ دار ہونا یاد ہے تو روزہ جاتا رہا اور قضا لازم ہے۔ دانتوں سے خُون نکلا اور حلق میں داخل ہوگیا۔ اگر تھوک غالب ہو تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر خون غالب ہے تو روزہ فاسد ہو گا۔ قصداً دُھواں پہنچایا خواہ وہ کسی چیز کا ہو اگر بتی سُلگتی تھی اس کے دُھوئیں کو ناک میں کھینچا۔ منہ میں رنگین ڈورا رکھا۔ تھوک رنگین ہوگیا۔ اس کو نگل لیا یا منہ میں نسوار لی ان صُورتوں میں روزہ جاتا رہا۔ قضا لازم ہے۔

مسئلہ: کان میں تیل ٹپکا دیا یا دماغ کی جھلی تک زخم تھا دوا لگائی اور دماغ تک پہنچ گئی یا حُقنہ یا ناک سے دوا چڑھائی یا پتھر، کنکر، روئی۔ کاغذ۔ گھاس۔ وغیرہ ایسی چیز کھائی جس سے لوگ گھن کرتے ہیں یا رمضان المبارک میں بلانیت روزہ کی طرح رہا یا صبح کو نیّت کی تھی یا دن میں زوال سے پیشتر نیّت کی اور بعد نیت کھالیا یا روزہ کی نیّت کی تھی۔ مگر روزہ رمضان کی نیّت نہ تھی یا اس کے حلق میں مینہ کی بُوند یا اولہ چلا گیا۔ بہت سے آنسو یا پسینہ نگل گیا۔ ان صُورتوں میں صرف روزہ کی قضا لازم ہے۔ کفارہ نہیں۔ انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ لیکن روزہ کی صُورت میں نہ چاہیئے کہ تعریض علی الفساد ہے۔ ہاں اگر جوفِ دماغ یا جوفِ معدہ میں انجکشن سے دوا یا غذا بعینہٖ پہنچے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ قصداً اگر روزہ یاد ہوتے ہوئے کھایا پیا یا۔ جمع کیا۔ بھول کر کھا پی رہا تھا۔ روزہ یاد آنے پر یا سحری کھا رہا تھا۔ صبح صادق ہونے پر مُنہ کا نوالہ یا گھونٹ نگل گیا تو روزہ جاتا رہا۔ قضا و کفارہ دونوں واجب ہو گئے اسی طرح جس کو حُقہ کی عادت ہو اس نے بحالتِ روزہ حقہ سگریٹ پیا تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں۔

روزہ کا فدیہ | ہر روزہ کے بدلے ہر روز دونوں وقت مسکین کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانا یا صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دینا۔

روزہ کا کفارہ | باندی غلام آزاد کرنا دیہ یہاں کہاں، تو پے در پے ساٹھ روزے رکھنا۔ اسکی

بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت بھر کر کھانا کھلانا۔

صدقۂ فطر ہر ایسے مسلمان پر جو حاجتِ اصلیہ سے فاضل نصاب کے برابر مال کا مالک ہے۔ اپنی طرف سے اور اپنے بچوں کی طرف سے جن کا نان نفقہ اس کے ذمہ ہے۔ صدقۂ فطر دینا واجب ہے۔

افطار افطار میں جلدی سُنّت وموجب برکت ہے۔ غروب کا غالب گمان ہونے پر افطار کر لیا جائے۔ ابر میں جلدی نہ کی جائے۔ نماز سے پہلے افطار کریں کھجور چھوارے، یہ نہ ہوں تو پانی سے۔ ان تینوں سے سُنّت ہے۔ کھانے میں مشغول ہو کر نماز میں تاخیر نہ کریں۔ مرد جماعت کھانے کی وجہ سے نہ چھوڑیں۔ وقتِ افطار یہ دعا پڑھیں اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ۔

مسائلِ تراویح ۲۰ رکعت تراویح ہر غیر معذور مرد وعورت کے لیئے سُنّت ہے مستورات گھر میں پڑھیں اور مردوں کے لیئے مسجد میں جماعت سے پڑھنا سُنّت کفایہ ہے۔ نیت سُنّتِ تراویح کریں تراویح کا وقت فرض عشا کے بعد سے صُبح صادق تک ہے۔ قبل وتر پڑھیں یا بعد وتر پڑھیں۔ مسئلہ ہر چار رکعت تراویح کے بعد بقدر چار رکعت بیٹھنا اور تسبیح وتہلیل یا درود شریف پڑھنا مستحب ہے جامع الرموز میں تین بار اس تسبیح کا پڑھنا مستحب لکھا ہے۔ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظْمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ۔ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَنَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ۔ مسئلہ تراویح کے بعد لوگوں کو بیٹھنا ناگوار ہو تو نہ بیٹھیں۔ مسئلہ: تراویح جماعت کے ساتھ گھر میں پڑھی جائیں تو جماعت کا ثواب مِل جائے گا۔ مگر مسجد کے ثواب سے محروم رہیگا۔ مسئلہ اگر اپنی مسجد میں ختم قرآن نہ ہو یا جماعتِ تراویح نہ ہو یا دوسری جگہ امام خُوش الحان خوش عقیدہ صحیح خواں متبع سُنّت ہو اور ان وجوہ سے مسجد محلہ چھوڑ کر دوسری جگہ جائے جائز ہے۔ مسئلہ امام محلہ بد عقیدہ ہو تو دوسری مسجد میں جانا ضروری ہے۔ مسئلہ ایک امام کو دو مسجدوں

میں پوری تراویح پڑھانا جائز نہیں۔ مسئلہ: ایک امام کے پیچھے پوری تراویح پڑھنا افضل ہے۔ مسئلہ: اگر کسی نے عشاء کی نماز جماعت سے نہیں پڑھی تو اس کو وتر جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ اگرچہ وتر ادا ہو جائیں گے۔

احکامِ اعتکاف

۲۰ رمضان المبارک کی عصر سے عید کا چاند دیکھنے تک اعتکاف کرنا سُنّت مؤکدہ کفایہ ہے۔ یعنی تمام شہر کے یا تمام محلہ کے مسلمانوں سے ایک شخص بھی اگر اعتکاف کرے گا تو سب بری الذمہ ہو جائیں گے گو ثواب سے محروم رہیں گے لیکن ترک سُنّت کا الزام کسی پر نہ رہے گا۔ مسئلہ: اعتکاف ایسی مسجد میں کرنا چاہیئے جس میں پنج وقتہ نماز جماعت سے ہوتی ہو۔ مسئلہ: بعد نیت اعتکاف حد مسجد سے نکلنا بجز انسانی حاجتوں اور شرعی ضرورتوں کے حرام ہے۔ مسئلہ: انسانی حاجتیں۔ پیشاب پاخانہ اور نہانا ہے (اگر نہانے کی حاجت ہو) اور استنجا کرنا اور وضو کرنا ہے۔ مسئلہ: اگر کوئی گھر سے مسجد میں کھانا لانے والا نہ ہو تو کھانے کے واسطے بعد مغرب گھر تک جانا جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ کھانا گھر سے لائے اور مسجد میں کھائے۔ مسئلہ: اور حاجات شرعی نماز جمعہ ہے۔ لہٰذا نمازِ جمعہ کو ایسے وقت جائے کہ وہاں جا کر چار سُنتیں پڑھ کر خطبہ سُن لے اور بعدہٗ چھ رکعت سُنّت پڑھے۔ بلا ضروریات مذکورہ معتکف کو مسجد سے باہر نکلنا مکروہ ہے مگر جب تک کہ آدھے دِن سے زیادہ مسجد سے باہر نہ رہے گا اعتکاف نہ ٹوٹے گا۔ اعتکاف میں معتکف کو کھانا پینا سونا، دین کی کتابوں کا پڑھنا پڑھانا مسائل دینی کا بیان کرنا، بزرگانِ دین انبیاء کرام کے حالات بیان کرنا۔ اگر ضرورت پڑے تو بغیر لائے مال کے مسجد میں خرید و فروخت جائز ہے۔

لیلۃ القدر

سال کی راتوں میں شبِ قدر افضل ترین ہے۔ رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ اس رات اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خصوصی طور پر متوجہ بمائش ہوتی ہے تلاوت قرآن ذکر الٰہی، درود شریف کی کثرت کیجئے۔ جتنی توفیق ہو نفل پڑھیئے اور اس رات میں کثرت سے یہ وظیفہ پڑھیئے۔ جو کہ حضور علیہ السّلام نے حضرت عائشہؓ کو تعلیم فرمایا تھا۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (ترمذی)

سیّد المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ رمضان المبارک

Marfat.com

کی ستائیسویں رات ہے۔ سورۂ قدر میں اس کی جانب دو طرح اشارہ فرمایا اول یہ کہ سورۂ قدر تیس کلموں پر مشتمل ہے۔ ان میں ستائیسواں کلمہ لفظ ھِیَ ہے جو لیلۃ القدر کی تعبیر ہے۔ دوسرے یہ کہ سورۂ قدر میں نو حروف مکتوبی ہیں اور لفظ لیلۃ القدر کو سورۂ قدر میں تین مرتبہ بیان فرمایا۔ نو کو تین میں ضرب دینے سے ستائیس حاصل ہوئے۔ اس کو شب قدر اس واسطے کہتے ہیں کہ اس شب میں جو نیک اعمال کئے جاتے ہیں۔ ان کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قدر و منزلت ہوتی چنانچہ اس شب میں ایک نیک عمل کا ثواب ان تیس ہزار اعمال کے ثواب سے زیادہ ہے جو دوسرے اوقات میں کیے جائیں۔

چونکہ صراحۃً کسی حدیث میں متعین نہیں فرمائی گئی۔ اس لئے صحابہ و علماء نے اپنے علم کے اعتبار سے مختلف تاریخیں بیان فرمائیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشادِ گرامی اُوپر گزرا کہ وہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ ہمارے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ رمضان ہی میں ہوتی ہے اور اکثر و بیشتر رمضان کی آخری دس تاریخوں میں۔

حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ جو شخص شبِ قدر میں بعد نماز عشاء سات مرتبہ سورۂ اِنّا انزلناہ پڑھے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کو بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور ستّر ہزار فرشتے اس کے لیے جنّت کی دعا کریں گے اور جو شخص جمعہ کے دِن نماز سے پہلے اِس کو تین مرتبہ پڑھے گا تو اس کے نامۂ اعمال سے ان لوگوں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی جنہوں نے اس دِن نمازِ جمعہ ادا کی۔

بعض علماء کرام نے فرمایا کہ جو شخص اس شب میں چار رکعت اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورہ الحمد شریف کے بعد سورۂ الھاکم التکاثر ایک مرتبہ اور سورۂ اخلاص تین مرتبہ۔ تو اللہ تعالےٰ موت کی سختی آسان فرمائے گا اور اس سے عذابِ قبر دور کر دیا جائے گا۔ اور جنّت میں نُور کے چار ستون ملیں گے۔ ہر ستون پر ایک ہزار محل ہوں گے۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ شبِ قدر میں فرشتوں کی جماعتیں یکے بعد دیگرے نازل ہوتی ہیں اور جبریل علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بھی تشریف لاتے ہیں۔ ان کے ساتھ چار جھنڈے ہوتے ہیں۔ ایک کو سیّدِ عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے روضۂ پاک پر نصب فرماتے ہیں۔

Marfat.com

دوسرے کو بیت اللہ شریف پر۔ تیسرے کو بیت المقدس پر۔ چوتھے کو وہ طور پر نصب فرماتے ہیں اور ہر مومن مرد اور عورت کے مکان میں داخل ہو کر اس کو سلام فرماتے ہیں۔ مگر ہمیشہ شراب پینے والے اور خنزیر کا گوشت کھانے والے اور رشتہ قطع کرنے والے اس سلام سے مشرف نہیں کیے جاتے۔ دوسرے فرشتے بھی ہر اس بندے کو سلام کرتے ہیں جو کھڑے یا بیٹھے ذکر الٰہی میں مشغول ہو۔

ابوالحسن علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب سے بالغ ہوا ہوں رمضان شریف میں شب قدر پاتا ہوں۔ میرا تجربہ ہے کہ اگر پہلی تاریخ رمضان کی اتوار یا بدھ کو ہوتی ہے تو شب قدر انتیسویں کو ہوتی ہے اور جب پیر کو پہلی ہوتی ہے تو اکیسویں شب کو شب قدر ہوتی اور جمعہ یا منگل کی پہلی ہو تو ستائیسویں رات کو شب قدر ہوتی ہے۔ اور جب جمعرات کی پہلی ہوتی ہے تو پچیسویں رات کو لیلۃ القدر ہوتی ہے لیکن اکثر احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ستائیسویں شب کو ہوتی ہے۔

جمعۃ الوداع

حضور سیدِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جمعہ کا دن سید الایام اور تمام دنوں سے افضل ہے۔ آپ نے فرمایا جس شخص کا یہ دن سلامتی و رحمت و عبادت و ریاضت میں گذرا اور اللہ تعالیٰ اسے ہفتہ بھر کی آفات و بلیات سے محفوظ رکھے گا ایک حدیث میں ہے اَلْجُمُعَۃُ عِیْدٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔ جمعہ مسلمانوں کی عید ہے۔ جمعے اور عید میں بہت سے امور مشترک ہیں جمعے کے دن غسل کرنا۔ اُجلا لباس پہننا اور خوشبو لگانا سنت ہے اور یہ چیزیں عید کے دن بھی مسنون ہیں۔ جمعہ اور عید دونوں میں باجماعت دو دو رکعت ہیں دونوں میں اجتماعیت ہے اور خطبہ لازمی ہے۔ جمعے کی قضا ہے نہ عید کی اگر جماعت فوت ہو جائے تو تنہا آدمی جمعہ ادا نہیں کر سکتا۔ جمعہ قضا ہو جائے تو ظہر پڑھی جائے۔ قرآن مجید میں جمعہ کے احکام سورہ جمعہ میں بیان ہوئے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن ایک ساعت آتی ہے جس میں ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ حضرت اُبی بن کعب کہتے ہیں وہ ساعت نمازِ عصر کے بعد آتی ہے اور اس شخص کو نصیب ہوتی ہے جو عصر کی نماز سے فراغت کے بعد مغرب کی نماز کے انتظار میں

Marfat.com

لگا رہے۔ ذکر و فکر میں مشغول رہے اور اپنے مقصد کو پیشِ نظر رکھے، یہاں تک کہ مغرب کی اذان ہو جائے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لیے سب سے پہلے مسجد میں داخل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اُونٹ کے صدقہ کے برابر ثواب دیتے ہیں۔ دوسرے نمبر پر جانے والے کو گائے کے صدقہ کے برابر ثواب دیتے ہیں۔ تیسرے نمبر پر جانے والے کو مینڈھے کے برابر۔ چوتھے نمبر جانے والے کو مُرغی کے صدقہ کے برابر اور پانچویں نمبر پر جانے والے کو ایک انڈے کے صدقے کے برابر ثواب ملتا ہے اور جب خطیب خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے تو فرشتے بھی سُننے کے لئے مسجد میں داخل ہو جاتے ہیں یہ صرف جلدی جانے کا ثواب ہے اور نماز کا ثواب الگ ہے اور وہ بہت زیادہ ہے۔ اِرشادِ رسالت مآبؐ ہے کہ جُمعہ کی نماز ادا کرنے والے کے وہ تمام گناہ جو اس جمعہ اور دوسرے جُمعہ کے درمیان ہوتے ہیں بخش دیئے جاتے ہیں۔

جمعۃ المبارک کسی بھی ہفتے کا ہو مومنوں کے لیئے باعث برکت و رحمت اور موجب نجات و مغفرت ہے، لیکن رمضان المبارک کا آخری جمعہ جو جمعۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے۔ مسجّع نورٌ علیٰ نور اور قِران السعدین ہے جمعۃ الوداع مسلمانوں کی عظمت و شوکت ہے ہیبت و جلالت کا عظیم مظہر ہے۔ اس دِن لوگ اَنبوہ دَر اَنبوہ جامع مساجد کی طرف اللہ تعالےٰ عزّوجل کا نام بلند کرتے ہوئے نکلتے ہیں۔ ایسے میں ملائکہ انہیں اپنے جُھرمٹ میں لے لیتے ہیں اور حریم ناز سے رحمت و مغفرت کی بارش ہوتی ہے۔ جمعۃ الوداع کا یہ مبارک دِن بلاشُبہ دعاؤں کی مقبولیت کا دن ہے۔ اس دِن اُمّتِ مُسلمہ کی فلاح و بہبود اور عالمِ اسلام کے عزّت و غلبہ کے لیئے خصوصی دُعاؤں کی ضرورت ہے۔

قضاء عمری

بعض لوگ اس دن قضاءِ عمری نام کی کوئی نماز بھی ادا کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں عُمر بھر کی قضائیں دو رکعت نفل سے ادا ہو جاتی ہیں۔

عوام میں یہ خیال نامعلوم کیسے اور کہاں سے رواج پا گیا۔ بہر حال مسئلہ یہ ہے کہ جو نمازیں رہ گئی ہیں وہ جمعۃ الوداع کی قضاءِ عمری کے دو نفل سے ادا نہیں ہو سکتیں۔ اس کیلئے بہر حال ان فوت شدہ نمازوں کی قضا ضروری ہے۔

عید کی سنتیں غسل کرنا، مسواک کرنا۔ خوشبو لگانا۔ عمدہ لباس پہننا، عیدگاہ کو پیادہ پا جانا۔ ایک راہ سے جانا اور دوسری راہ سے واپس ہونا عید الفطر میں عیدگاہ جانے سے قبل کوئی شیریں چیز کھجور وغیرہ کھانا (اسی بنا پر یہ ہمارے مُلک میں سویاں مروّج ہیں کہ کھانا شیریں ہو اور سُنّت بھی ادا ہو جائے) اور عید الضحیٰ میں قبل نماز کچھ نہ کھانا۔

مباحات اور مستحبات صدقہ کی کثرت کرنا، باہم ملنا، مبارک باد دینا۔ خُوشی کا اظہار کرنا، مصافحہ اور معانقہ کرنا۔

عید کی نماز کا وقت عید کی نماز کا وقت آفتاب کے بقدرِ نیزہ بلند ہونے سے زوال تک ہے۔ اگر نماز پڑھنے میں زوال کا وقت آگیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

نمازِ عیدین عید کی دو رکعت نماز ہر عاقل بالغ مقیم تندرست پر شہر میں واجب ہے۔ گاؤں میں عید اور جمعہ کی نمازیں جائز نہیں۔ مگر وہ بڑے گاؤں یعنی قصبے جو شرعاً شہر کا حکم رکھتے ہیں۔ ان میں جمعہ اور عید دونوں کی نمازیں جائز ہیں۔ جمعہ اور عید دونوں کی نمازوں کی صحت اور ادا کی شرطیں ایک ہیں مگر یہ فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ فرض ہے اور عیدین میں سُنّت۔ دوم جمعہ میں خطبہ نماز سے قبل ہے اور یہاں نماز کے بعد اگر کسی نے عید کی نماز کے بعد خطبہ نہ پڑھا۔ یا نماز سے قبل پڑھ لیا تو دونوں صُورتوں میں نماز تو ہو گئی مگر یہ شخص گناہگار ہوا۔

کلمات تکبیر اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ نویں ذالحجہ کی فجر سے تیرھویں کی عصر تک ہر نماز کے فوراً بعد ہی تکبیر ایک بار کہنا واجب اور تین بار کہنا افضل ہے۔ اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں۔

ترکیب نمازِ عید الفطر نیت کی میں نے دو رکعت نماز عید الفطر واجب کی چھ زائد تکبیروں کے ساتھ اس امام کے پیچھے کعبہ شریف کی طرف مُنہ کر کے پھر کانوں تک ہاتھ لے جا کر تکبیر پڑھ کر ہاتھ باندھ لے اور ثنا پڑھے۔ پھر دو مرتبہ

کانوں تک ہاتھ لے جا کر تکبیر کہتے ہوئے چھوڑ دے۔ تیسری مرتبہ کانوں تک ہاتھ لے جا کر تکبیر پڑھ کر ہاتھ باندھ لے اور بطریق معہود ایک رکعت پڑھے۔ دوسری رکعت میں بعد قرأت قبل رکوع تین مرتبہ کانوں تک ہاتھ لے جا کر تکبیر کہتا ہوا چھوڑ دے۔ چوتھی بار بغیر ہاتھ اُٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع کرے اور حسبِ دستور نماز پوری کرے۔ نماز کے بعد امام خطبہ پڑھے۔ تمام مقتدی سُنیں اور خاموش رہیں خواہ خطبہ کی آواز پہنچے خواہ نہ پہنچے۔ بعد خطبہ دُعا مانگیں۔ سلام۔ مصافحہ و معانقہ کریں۔

صدقۂ فطر ہر صاحبِ نصاب پر اپنی اور اپنے بچوں کی طرف سے ۲ سیر تین چھٹانک گندم واجب ہے۔ گندم کی قیمت بھی دے سکتے ہیں۔ اس کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا ہے (۲) نابالغ اور مجنوں مالکِ نصاب پر صدقہ فطر واجب ہے۔ ان کا سرپرست ان کے مال سے ادا کرے۔ (۳) صدقہ ادا کرنے سے روزہ میں جو خلل واقع ہوا اس کی تلافی ہو جاتی ہے (۴) عورت مالکِ نصاب ہو تو اس پر بھی صدقۂ فطر واجب ہے (۵) صدقۂ فطر فجر عید کی طلوع کے بعد واجب ہوتا ہے جو اس سے پہلے مر گیا اس سے صدقہ واجب نہیں۔ اور جو اس سے پہلے پیدا ہوا اس کا صدقہ واجب ہے (۶) روز عید سے پہلے بھی صدقۂ فطر کا دینا جائز ہے۔ وہ بوڑھا یا مریض جس سے روزہ ساقط ہو گیا ہے صدقۂ فطر اس پر بھی واجب ہے۔ (۷) مستحب یہ ہے کہ فطرانہ عیدگاہ جانے سے پہلے پہلے ادا کر دیا جائے۔

شوال کے روزے

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھ لیے تو اس کو پورے سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ ان روزوں کا متفرق رکھنا افضل ہے اور اگر متواتر چھ روزے رکھ لیے تو بھی حرج نہیں۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ

(پ ۲ سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۸۵)

مسائلِ ماہِ رمضان

فضائلِ رمضان المبارک و مسائل روزہ و تراویح و شبِ قدر
کے اعمال اور عید الفطر کے احکام کا بیان ہے

مرتبہ:
حضرت علامہ مولانا مفتی ابوالخیر محمد حسین صاحب قادری رضوی
مہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر

طبع اوّل ۱۹۶۷ء .... طبع دوم ۲۰۰۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ وَ عَلٰی آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْد

فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ

برادرانِ اسلام! رمضان شریف بڑی برکتوں اور رحمتوں کا مہینہ ہے۔ جب یہ ماہ مبارک آتا ہے تو جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' رحمتِ الٰہی کے دروازے کھل جاتے اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں' شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں جیسا کہ ترمذی' ابنِ ماجہ' صحیح بخاری و صحیح مُسلم میں ہے۔

اور ترمذی اور ابنِ ماجہ کی روایت میں ہے کہ جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر دیئے جاتے ہیں اور جہنّم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں تو اِن میں سے کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور منادی پکارتا ہے کہ اے طالبِ خیر متوجّہ ہو اور اے شر کے چاہنے والے باز رہ' اور کچھ لوگ جہنّم سے آزاد ہوتے ہیں اور یہ ہر رات ہوتا ہے۔

امام بیہقی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری اُمّت کو رمضان میں پانچ چیزیں دی گئی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں۔

اوّل یہ کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ عزّوجلّ اُن کی طرف نظر فرماتا ہے اور جس کی طرف نظر فرمائے گا اس کو کبھی عذاب نہ دے گا۔

دوسری یہ کہ شام کے وقت اُن کے مُنہ کی بُو اللہ کے نزدیک مُشک سے زیادہ اچّھی ہے۔

Marfat.com

تیسری یہ کہ ہر دن اور رات میں فرشتے اُن کیلئے استغفار کرتے ہیں۔

چوتھی یہ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جنّت کو حکم فرماتا ہے کہ مُستعد ہو جا اور میرے بندوں کیلئے مزیّن ہو جا۔ قریب ہے کہ دُنیا کے تعب سے یہاں آکر آرام کریں۔

پانچویں یہ کہ جب آخر رات ہوتی ہے تو اُن سب کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

طبرانی اوسط میں بیہقی حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزّوجل کے نزدیک اعمال سات قسم کے ہیں۔ دو عمل واجب کرنے والے اور دو کا بدلہ ان کے برابر ہے اور ایک کا بدلہ دس حصے اور ایک عمل کا معاوضہ سات سو ہے اور ایک عمل وہ ہے کہ اس کا ثواب اللہ ہی جانے۔

وہ دو عمل جو واجب کرنے والے ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ جو خُدا سے اِس حال میں ملے کہ خالص اس کی عبادت کرتا تھا' کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرتا تھا' اس کیلئے جنّت واجب۔

۲۔ دوسرا یہ کہ جو خُدا سے ملا اس حال میں کہ اس نے شرک کیا تو اس کیلئے جہنّم واجب۔

۳۔ اور جس نے برائی کی اس کو اسی قدر سزا دی جائے گی۔

۴۔ اور جس نے نیکی کا ارادہ کیا مگر عمل نہ کیا تو اس کو ایک نیکی کا بدلہ دیا جائے گا۔

۵۔ اور جس نے نیکی کی اسے دس حصے ثواب ملے گا۔

۶۔ اور جس نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اس کو سات سو کا ثواب ملے گا اور ایک درہم کا ثواب سات سو درہم اور ایک دینار کا ثواب سو دینار۔

اور روزہ عَزَّوَجَلَّ کیلئے ہے اس کا ثواب عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماہ رمضان میں ایک رات ہزار مہینوں

Marfat.com

سے بہتر ہے جو اس سے محروم رہا وہ ہر چیز سے محروم رہا۔

(ابن ماجہ، احمد، نسائی، مشکوٰۃ کتاب الصوم، تیسری فصل)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنّت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں ایک دروازہ کا نام ریان (پیاس بُجھانے والا) ہے۔ اس دروازے سے وہی لوگ جائیں گے جو روزہ رکھتے ہیں۔ (متفق علیہ' مشکوٰۃ کتاب الصوم، پہلی فصل)

روزہ سپر ہے' دوزخ سے حفاظت کا مضبوط قلعہ ہے۔

(متفق علیہ، مشکوٰۃ کتاب الصوم، پہلی فصل)

جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دِن روزہ رکھے۔ اللہ اس کے مُنہ کو دوزخ سے سُتّر سال کی راہ دُور فرمائے گا۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ کتاب الصوم، باب صیام التطوع، پہلی فصل)

(یہ بھی روایت ہے) اور اس کے اور جہنّم کے درمیان اللہ تعالیٰ اتنی بڑی خندق کر دے گا جتنا آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ کتاب الصّوم، باب صیام التطوع، دوسری فصل)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری اُمّت تمنا کرتی کہ پُورے سال رمضان ہی ہوتا۔

(بہار شریعت بحوالہ ابنِ خزیمہ)

روزہ کا مقصد:

برادرانِ ملّت! روزہ داری نہ تو کسی قومی یا مُلکی رسم کا نام ہے اور نہ کوئی ایسا حکم ہے جو صرف اسی اُمّت کو دیا گیا ہے بلکہ روزہ داری انسانی اصلاح و تہذیب کا بنیادی اصول ہے اور اس میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ اسی لئے پہلی اُمتوں پر بھی یہ فرض عائد تھا اور ہر قوم میں روزہ داری موجود ہے خواہ کسی صورت میں ہو۔ مسلمانوں کو بھی حکم

Marfat.com

دیا گیا ہے۔ یہ اس لئے کہ جب تک ان کی نفسانی خواہشات کا باقاعدہ آپریشن نہ ہو۔ انہیں رُوحانی پاکبازی کا درجہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ رُوح اجسامِ عالم میں آنے سے پہلے کھانے پینے وغیرہ سے بالکل پاک وصاف تھی۔ اسی لئے وہ گناہ سے محفوظ بھی رہی۔ اسی طرح اجزائے جسم کا بھی یہی حال تھا مگر جب رُوح اور جسم کا آپس میں تعلق ہو تو رُوح جسم کی وجہ سے غذا کی محتاج ہوئی اور گناہ میں مبتلا ہوئی۔ ضرورت تھی کہ کچھ روز ان کو مرغوب غذاؤں سے باز رکھا جائے تاکہ انہیں اپنی پہلی حالت یاد رہے اور پہلے کی طرح اب بھی گناہوں سے بچتے رہیں۔ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے کہ تُم پر روزے اس لئے فرض کئے گئے ہیں تاکہ تُم میں پرہیز گاری کی طاقت پیدا ہو

اس سے معلوم ہوا کہ مُتقی اور پرہیز گار بننے کا فطری طریقہ یہ ہے کہ آپ روزہ رکھیں۔ روزے سے بھوک اور پیاس کی تکلیف کا احساس ہوتا ہے جس سے غذا اور پانی کی قدر ہوتی ہے۔ انسان خدا کا شکر کرتا ہے اور اس سے بھوکوں اور پیاسوں پر مہربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ غنی اپنی بھُوک یاد کر کے فقیر کی بھوک کا پتہ لگاتا ہے۔ بھُوک بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ غرض یہ کہ روزہ رکھنے میں دین و دُنیا کیلئے بے شمار فوائد ہیں۔

چاند:

پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے۔ شعبان، رمضان، شوال، ذیقعد، ذی الحجہ۔ چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ

مسئلہ: ۲۹ تاریخ کو اگر مطلع صاف نہ ہو تو رمضان کا چاند ایک عادل یا مستور کی شہادت سے ثابت ہو جائے گا اور باقی مہینوں کا دو مرد عادل یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادتوں سے اور اگر مطلع صاف ہو تو ہر مہینہ کیلئے جماعتِ عظیمہ درکار ہے۔

Marfat.com

مسئلہ: چاند کی شہادت میں بے عذر اتنی تاخیر کہ لوگوں کے فرض یا واجب چھوٹیں گناہ ہے اور اتنی تاخیر کرنے والے کی شہادت مقبول نہیں۔ خط' تار' ٹیلیفون' اخبار' ریڈیو کی خبر سے چاند کا ثبوت نہیں ہوتا۔

مسئلہ: ۲۹ شعبان کو اگر اَبر و غبار کی وجہ سے چاند نہ ہو تو ۳۰ کو نصف النہار شرعی تک مثل روزہ ہیں پھر اگر رؤیتِ ہلال کا ثبوت ہو جائے تو نِصف النہار شرعی سے قبل روزہ کی نیّت کر لیں ورنہ کھائیں پئیں۔ اس دن خواص' اگر خالص نفل کی نیّت سے روزہ رکھیں تو حرج نہیں۔ یونہی جو کسی خاص دن مثلاً جمعرات یا پیر کو روزہ رکھنے کا عادی ہے اور شعبان کی تیسویں تاریخ اسی دن ہوئی تو وہ بھی نفل کی نیت سے روزہ رکھ سکتا ہے۔ پھر اگر بعد کو ثبوت شرعی سے معلوم ہو کہ وہ دن رمضان ہی کا تھا تو وہ روزہ رمضان ہی کا شمار ہو گا۔ اس پر اس دن کی قضا نہیں ہوگی۔ دوسروں پر اس دن کا ایک روزہ قضا کرنا فرض ہے۔

مسئلہ: کسی نے رمضان یا عید کا چاند دیکھا اس کی گواہی کسی وجہ شرعی سے رَدّ کر دی گئی مثلاً فاسق ہے یا عید کا چاند اُس نے تنہا دیکھا تو اسے حکم ہے کہ روزہ رکھے اگرچہ اپنے آپ عید کا چاند دیکھ لیا ہے اور اس روزہ کو توڑنا جائز نہیں مگر توڑے گا تو کفارہ لازم نہیں اور اس صورت میں اگر رمضان کا چاند تھا اور اس نے اپنے حساب میں تیس روزے پورے کیے مگر عید کے چاند کے وقت پھر اَبر یا غبار ہے تو اُسے بھی ایک دن اور روزہ رکھنے کا حکم ہے۔

مسئلہ: ایک جگہ چاند ہوا تو وہ صرف وہیں کیلئے نہیں بلکہ تمام جہان کیلئے ہے مگر دوسری جگہ کیلئے اس کا حکم اس وقت ہے کہ اُن کے نزدیک اُس دن تاریخ میں چاند ہونا شرعی ثبوت سے ثابت ہو جائے یعنی دیکھنے کی گواہی یا قاضی کے حکم کی شہادت گزرے یا متعدّد جماعتیں وہاں آ کر خبر دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا اور وہاں لوگوں نے روزہ رکھا یا عید کی ہے۔ (درمختار)

Marfat.com

مسئلہ: رمضان شریف کا چاند دکھائی نہ دیا۔ شعبان کے تیس دن پورے کر کے روزے شروع کر دیئے۔ ۲۸ ہی روزے رکھے تھے کہ عید کا چاند ہو گیا تو اگر شعبان کا چاند دیکھ کر ۳۰ دن کا مہینہ قرار دیا تھا تو ایک روزہ قضا رکھیں' اور اگر شعبان کا بھی چاند دکھائی نہیں دیا تھا بلکہ رجب کی ۳۰ تاریخیں پوری کر کے شعبان کا مہینہ شروع کیا تو دو روزے قضا کے رکھیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: دن میں چاند نظر آیا' زوال سے پہلے یا بعد' بہر حال وہ آئندہ رات کا قرار دیا جائے گا۔ یعنی جو رات آئے گی اس سے مہینہ شمار ہو گا۔ اگر تیسویں رمضان کے دن میں دیکھا تو دن رمضان کا ہے' شوال کا نہیں اور روزہ پورا کرنا فرض ہے۔ اور اگر شعبان کی تیسویں تاریخ کے دن میں دیکھا تو یہ دن شعبان کا ہے رمضان کا نہیں۔ لہٰذا آج کا روزہ فرض نہیں۔ (مختار و ردالمختار)

کسی نے خود تو چاند نہیں دیکھا مگر دیکھنے والے نے اسے اپنی شہادت کا گواہ بنایا تو اس کی شہادت کا وہی حکم ہے جو چاند دیکھنے والے کی گواہی کا ہے جبکہ شہادت علی الشہادت کے تمام شرائط پائے جائیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: ہلال دیکھ کر اس کی طرف اُنگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے اگر چہ دوسرے کو بتانے کیلئے ہو۔ (عالمگیری)

روزہ رمضان:

رمضان المبارک کے تمام روزے ہر مسلمان مرد و عورت' عاقل و بالغ پر فرض ہیں۔ بغیر شرعی عذر ان کا ترک کرنا ناجائز و حرام ہے اور روزہ عرف شرع میں مسلمان کا بہ نیتِ عبادت صُبح صادق سے غروبِ آفتاب تک قصداً اپنے آپ کو کھانے پینے اور جماع

Marfat.com

سے باز رکھنا۔ عورت کیلئے حیض ونفاس سے خالی ہونا ادائے روزہ کیلئے شرط ہے۔

روزے کے تین درجے ہیں۔

ایک عام لوگوں کا روزہ کہ یہی پیٹ اور شرم گاہ کو کھانے پینے، جماع سے باز رکھنا۔

دوسرا خواص کا روزہ کہ ان کے علاوہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ پاؤں اور تمام اعضاء کو گناہ سے باز رکھنا۔

تیسرا خاص الخاص کا کہ جمیع ماسوا اللہ سے اپنے کو بالکلیہ جُدا کر کے صرف اسی کی طرف متوجّہ رہنا۔

مسئلہ: سفر میں روزہ نہ رکھنا بہتر، نہ رکھنا جائز۔

مسئلہ: ہر بیماری میں روزہ کی قضا جائز نہیں، صرف اس بیماری میں جائز ہے جس میں روزہ نقصان دے مگر ہر سفر میں قضا جائز۔ خواہ سفر نقصان دے یا نہ دے۔ سفر سے مراد سفر شرعی یعنی ۵۷/۸/۳ میل (ستاون میل تین فرلانگ) کم اَز کم ہے۔ اگر اس سے کم سفر ہے تو روزے کے قضا کی اجازت نہیں۔ وہ شرعی مسافر نہیں۔

مسئلہ: بیماری کے وہم پر روزہ نہ رکھنا جائز نہیں بلکہ تجربہ کار یا نیک، قابل طبیب کے کہنے سے بیماری کا اندازہ معتبر ہے۔

روزہ کی قسمیں:

روزہ کی پانچ قسمیں ہیں۔ فرض، واجب، نفل، مکروہ، تنزیہی، مکروہ تحریمی۔

فرض واجب کی دو قسمیں ہیں۔ معین، غیر معین۔ فرض معین جیسے ادائے رمضان۔ فرض غیر معیّن جیسے قضائے رمضان اور روزہ کفارہ۔ واجب معیّن جیسے نذر معیّن، واجب غیر معیّن جیسے نذر مطلق۔ نفل کی دو قسمیں ہیں۔ نفل مسنون، نفل مستحب، جیسے عاشورہ یعنی

دسویں محرم کا روزہ اوراس کے ساتھ نویں کا بھی' اور ہر مہینہ کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کا اور عرفہ کا اور پیر و جمعرات کا روزہ اور ۱۵ شعبان کا روزہ اور شش عید کے روزے' صومِ داوٗد علیہ السَّلام یعنی ایک دن روزہ' ایک دن افطار' مکروہ تنزیہی جیسے صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنا' نوروز و مہرگان کے دن روزہ' صوم دہر (یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا)' صوم یعنی ایسا روزہ جس میں کچھ بات نہ کرے' صَومِ وصال کہ روزہ رکھ کر افطار نہ کرے اور دوسرے دن پھر روزہ رکھے۔ یہ سب مکروہ تنزیہی ہیں۔ مکروہ تحریمی جیسے عید اور ایامِ تشریق کے روزے

روزے کی نیّت:

نیّت دِل کے ارادے کا نام ہے۔ زبان سے کہنا شرط نہیں مگر زبان سے کہہ لینا مستحب ہے۔ رمضان کے ہر روزے کیلئے نئی نیّت کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ: ادائے روزہ رمضان اور نذرِ معیّن اور نفل روزوں کیلئے نیّت کا وقت غروبِ آفتاب سے ضحوۂ کُبریٰ تک ہے۔ اس وقت میں جب نیّت کرے' یہ روزے ہو جائیں گے۔ منتہائے سحری سے غروبِ آفتاب تک نہار شرعی ہے اور نہار شرعی کا نصف ضحوۂ کُبریٰ ہے۔

مسئلہ: رات میں نیّت کر لینا مستحب ہے۔ دن میں نیّت کرے تو اس طرح کرنا ضروری ہے کہ میں صبح صادق سے روزہ دار ہوں اور اگر یہ نیّت کرے کہ میں اب سے روزہ دار ہوں' صبح صادق سے نہیں تو روزہ نہ ہوگا۔

مسئلہ: سحری کھانا بھی نیت ہے مگر جب کھاتے وقت یہ ارادہ ہو کہ صبح روزہ نہ رکھوں گا تو یہ سحری کھانا نیّت نہیں ہے۔

مسئلہ: زبان سے یوں نیّت کرے بِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ (میں کل کے روزے کی نیّت کرتا ہوں) جبکہ نیّت رات میں کرے' اور اگر صبح صادق کے بعد نیّت کرے تو یُوں کہے

Marfat.com

بِصَوْمِ هٰذَا الْیَوْمِ نَوَیْتُ (میں آج دن کے روزے کی نیت کرتا ہوں)

مسئلہ: ادائے رمضان اور نذرِ معیّن اور نفل کے علاوہ باقی روزے مثلاً قضائے رمضان اور نذر غیر معیّن کی قضا (یعنی نفل روزہ رکھ کر توڑ دیا تھا اس کی قضا) اور نذرِ معیّن کی قضا اور کفارہ کا روزہ۔ ان سب میں رات کو یا عین صبح چمکتے وقت نیت کر لینا ضروری ہے۔ اگر صبح صادق کے بعد نیت کی تو یہ روزے نفل ہوں گے پھر بھی ان کو پُورا کرنا ضروری ہے۔ تُوڑے گا تو قضا واجب ہو گی۔

مسئلہ: مسافر اور مریض رمضان کے دنوں میں اگر قضا یا کفارہ یا نذر یا کسی دوسرے واجب کی نیت کریں تو جس کی نیت کریں گے وہی ہو گا' رمضان کا نہیں۔ اور مطلق روزے کی نیت کریں تو رمضان کا ہو گا۔ اور تندرست اور مقیم نے رمضان میں کسی اور واجب کی نیت کی جب بھی اسی رمضان کا روزہ ہو گا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص صُبح صادق سے غروب تک دن بھر بھوکا پیاسا رہا لیکن روزہ کی نیت نہیں کی تو روزہ نہیں ہو گا۔

سحر و افطار کا بیان:

سحری کھانا مستحب و بابرکت ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ (حدیث شریف)

رات کے اخیر چھٹے حصّہ میں سحری کھانا مستحب ہے۔ سحری میں تاخیر مستحب ہے مگر اتنی نہیں کہ صبح ہو جانے کا شک ہو جائے۔

مسئلہ: افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے مگر افطار اس وقت کرے کہ غروب کا گمان غالب ہو جب تک گمان غالب نہ ہو افطار نہ کرے اگرچہ مؤذن نے اذان کہہ دی ہے

Marfat.com

اور ابر کے دنوں میں افطار میں جلدی نہ کرنا چاہیئے۔

مسئلہ: ایک عادل کے قول پر افطار کر سکتا ہے جبکہ اس کی بات سچی جانتا ہو اور اگر اس کی تصدیق نہ کرے تو اس کے قول کی بناء پر افطار نہ کرے۔ یونہی مستور کے کہنے پر بھی افطار نہ کرے اور آج کل اسلامی مقامات میں توپ چلنے کا رواج ہے' اس پر افطار کر سکتا ہے جبکہ کسی عالم محتاط فی الدین کے حکم پر چلتی ہو اگرچہ توپ چلانے والا فاسق ہو۔ یُونہی سحری کیوقت اکثر جگہ نقارہ بجتا ہے۔ ان شرائط کے ساتھ اس کا بھی اعتبار ہے اگرچہ بجانے والے کیسے ہی ہوں۔

مسئلہ: کھجور یا چھوارے سے افطار مستحب ہے' یہ نہ ہو تو پانی سے افطار کرے یا کسی دوسرے چیز سے افطار کرے۔ افطار کے وقت یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ لَکَ صُمْتُ وَ بِکَ آمَنْتُ وَ عَلَیْکَ
تَوَکَّلْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ

روزہ کے مکروہات:

کُلّی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا' یونہی روزہ دار کو استنجا میں مبالغہ کرنا یعنی نیچے کو خوب زُور دے کر استنجا کرنا مکروہ ہے۔ بِلا شبہ کسی چیز کو چکھنا یا چبانا مکروہ ہے اور عُذر ہو تو مکروہ نہیں۔ مثلاً شوہر یا آقا بد مزاج ہے کہ نمک کم و بیش ہونا اُس کی ناراضگی کا باعث ہو۔ اِتنا چھوٹا بچّہ ہو کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور نہ نرم غذا موجود' نہ کوئی بے روزہ ہے جو اُسے چبا کر دے' یا کوئی چیز خریدی اور نہ چکھنے میں نقصان ہو تو اِن سب صُورتوں میں چکھنا مکروہ نہیں ہے' مگر یہ لحاظ رہے کہ حلق میں کچھ جانے نہ پائے ورنہ روزہ جاتا رہے گا۔ عورت کا بوسہ لینا' گلے لگانا اور اس کا بدن چُھونا مکروہ ہے جبکہ انزال ہو جائے یا جماع میں مُبتلا ہونے کا اندیشہ ہو۔ ہونٹ یا زبان چُوسنا مطلقاً مکروہ ہے۔ مُنہ

Marfat.com

میں تھوک اکٹھا کر کے نِگل جانا بغیر روزہ بھی ناپسند ہے اور روزہ میں مکروہ۔ جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی دینا، بیہودہ بات کہنا، کسی کو تکلیف دینا کہ یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں اور روزہ میں اور زیادہ حرام۔ ان کی وجہ سے روزہ میں کراہت آتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سپر ہے روزہ جب تک کہ اسے پھاڑا نہ جائے۔ عرض کی گئی کس چیز سے پھاڑے گا۔ ارشاد فرمایا جھوٹ اور غیبت سے۔

رمضان کے دنوں میں کوئی ایسا کام کرنا جائز نہیں جس سے ایسا ضعف آ جائے کہ روزہ توڑنے کا ظن غالب ہو۔ غسل فرض ہونے کے باوجود سارا دن ناپاک رہا تو اگرچہ روزہ نہ گیا مگر اتنی دیر تک قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ و حرام ہے۔

وہ چیزیں جن سے روزہ نہ ٹوٹتا ہے، نہ مکروہ ہوتا ہے:

آنکھوں میں سرمہ لگانا، یا سَر میں تیل ڈالنا اگرچہ تیل یا سُرمہ کا مزا حلق میں محسوس ہو۔ بغیر ارادہ خُود بخود دُھواں یا مکھی یا غبار حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ وہ غبار آٹے کا ہو کہ چکّی پیسنے یا آٹا چھاننے میں اُڑتا ہے یا غلّہ کا غبار ہو، یا خاک اُڑی یا جانوروں کے کُھر یا ٹاپ سے غبار اُڑ کر حلق میں پہنچا۔ اگرچہ روزہ دار ہونا یاد تھا، کُلّی کی اور پانی بالکل پھینک دیا۔ صرف کچھ تری مُنہ میں باقی رہ گئی تھی، تھوک کے ساتھ اُسے نِگل گیا یا دوا کوٹی اور حلق میں اس کا مزہ محسوس ہوا یا کان میں پانی چلا گیا یا دانت یا مُنہ میں خفیف چیز بے معلوم سی رہ گئی کہ لعاب کے ساتھ خود بخود اُتر جائے گی اور وہ اُتر گئی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق تک پہنچا مگر حلق سے نیچے نہ اُترا تو ان تمام صورتوں میں روزہ میں فرق نہیں آتا۔ بُھول کر کھا پی لیا یا خُود بخود قے ہو گئی یا احتلام ہو گیا، روزہ نہ گیا۔ روزہ میں مسواک کرنا مکروہ نہیں بلکہ جیسے اور دنوں میں سُنّت ہے روزہ میں بھی مسنون ہے۔ مسواک خشک ہو یا تر۔ زوال سے پہلے ہو یا بعد کسی وقت مکروہ نہیں۔ یہ جو مشہور ہے کہ

زوال کے بعد مسواک کرنا مکروہ ہے غلط ہے۔ گلاب یا مشک وغیرہ خوشبو سونگھنا مکروہ نہیں ۔فصد کھلوانا' پچھنے لگوانا مکروہ نہیں جبکہ ضعف کا اندیشہ نہ ہو اور اندیشہ ہو تو مکروہ ہے۔

روزہ توڑنے والی وہ چیزیں جن سے صرف قضا لازم ہے

یہ گمان تھا کہ صبح نہیں ہوئی اور کھایا پیا یا جماع کیا۔ بعد کو معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی یا کھانے پر مجبور کیا گیا یعنی اکراہ شرعی پایا گیا تو صرف قضا لازم ہے۔ بھول کر کھایا پیا یا نظر کرنے سے انزال ہوا تھا یا احتلام ہو یا قے ہوئی۔ ان سب صورتوں میں گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا۔ اب قصداً کھایا پیا تو صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔ کان میں تیل ٹپکایا یا پیٹ یا دماغ کی جھلی تک زخم تھا اس میں دوا ڈالی کہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی یا انیما لگوایا یا ناک سے دوا چڑھائی یا پتھر' کنکر' مٹی' لکڑی' کاغذ' گھاس وغیرہ ایسی چیز کھائی جس سے لوگ گھن کرتے ہیں یا صبح کو نیت نہیں کی تھی بلکہ دن میں زوال سے پہلے نیت کی اور بعد میں کھالیا یا روزہ کی نیت کی تھی مگر روزہ رمضان کی نیت نہ تھی یا حلق میں مینہ کی بوند' اولا چلا گیا یا بہت سا آنسو یا پسینہ نگل گیا یا مُردہ یا جانور سے وطی کی یا ران یا پیٹ پر جماع کیا اور انزال ہو گیا یا عورت کا بوسہ لینے یا چھونے سے انزال ہو گیا' یا ہاتھ سے منی کو نکالا۔ اِن سب صورتوں میں صرف قضا واجب ہے' کفارہ نہیں۔ مسافر نے اقامت کی' حیض و نفاس والی پاک ہو گئی' مجنون کو ہوش آ گیا' مریض تھا اچھا ہو گیا' کافر تھا مسلمان ہو گیا۔ رات سمجھ کر سحری کھائی تھی حالانکہ صبح ہو چکی تھی' غروب سمجھ کر افطار کر لیا حالانکہ دن باقی تھا۔ ان تمام صورتوں میں جو کچھ باقی رہ گیا اسے روزے کی مثل گزارنا واجب ہے' اور نابالغ جو بالغ ہوا یا کافر تھا مسلمان ہوا' اس پر اس دن کی مثل گزارنا واجب ہے اور نابالغ جو بالغ ہوا یا کافر تھا مسلمان ہوا' اس پر اس دن کی قضا واجب نہیں' باقی سب پر قضا واجب ہے۔

Marfat.com

شمار نہ ہوں گے۔ اگر چہ انسٹھ روزے رکھ چکا تھا۔ اگر چہ بیماری وغیرہ کسی عُذر کے سبب چھوٹا' جو مگر عورت کو حیض و نفاس کی وجہ سے جتنے ناغہ ہوئے' یہ ناغے شمار نہ ہوں گے یعنی پہلے کے روزے اور حیض و نفاس کے بعد والے روزے دونوں مل کر ساٹھ ہو جانے سے کفارہ ادا ہو جائے گا' کسی نے دو روزے توڑے تو اگر یہ دونوں رمضان کے ہوں گے تو دو کفارے ادا کرے اور دونوں روزے ایک ہی رمضان کے ہوں اور پہلے کا کفارہ ادا نہ کیا ہو تو ایک ہی کفارہ دونوں کیلئے کافی ہے۔ روزے سے کفّارہ ادا کرنے میں شرط یہ ہے کہ اس مُدّت کے اندر ماہِ رمضان ہو' نہ عید الفطر' نہ عید الضحیٰ' نہ ایامِ تشریق ہو۔ اگر روزے رکھنے پر قُدرت نہ ہو کہ بیمار ہے اور اچھے ہونے کی اُمید نہیں یا بہت بُوڑھا ہے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور یہ اختیار ہے کہ ایک دَم سے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے یا متفرق طور پر' مگر شرط یہ ہے کہ اس اثنا میں روزے پر قُدرت حاصل نہ ہو' ورنہ کھلانا صدقہ نفل ہو گا اور کفّارہ میں روزے رکھنے ہوں گے' اور یہ بھی ضروری ہے کہ جن ساٹھ مسکینوں کو صُبح کھلایا اُنہیں کو شام کے وقت کھلائے۔ اگر شام کے وقت دُوسروں کو کھلایا تو کفّارہ ادا نہ ہو گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر مسکین کو بمقدار صدقہ فطر (جس کا بیان آگے آئے گا) نقد یا غلّہ دے دیں۔ اگر ایک مسکین کو ساٹھ دن تک دونوں وقت کھلایا یا ہر روز بقدر صدقہ فطر اسے دے دیا جب بھی کفّارہ ادا ہو گا' اور اگر ایک ہی دن میں ایک مسکین کو سب دے دیا' ایک دفعہ میں یا ساٹھ دفعہ کر کے تو صرف اس ایک دن کا ادا ہو گا۔

وہ وجُوہ جن سے روزہ توُڑنے کی اجازت ہے

سانپ نے کاٹا اور جان کا اندیشہ ہو یا روزہ توُڑنے پر مجبور کیا گیا یعنی اس کو قتل کی دھمکی دی گئی اور اس کو جان کا خطرہ ہے تو روزہ توڑ سکتا ہے۔ بھوک اور پیاس ایسی

قضا باقی ہے اور وہ روزے نہ رکھیں تو اس کے اس رمضان کے روزے قبول نہ ہوں گے اور روزے نہ رکھے اور دوسرا رمضان آ گیا تو اب پہلے اس رمضان کے روزے رکھ لے' قضا نہ رکھے' بلکہ اگر غیر مریض اور غیر مسافر نے قضا کی نیت کی جب بھی قضا نہیں بلکہ اسی رمضان کے روزے ہیں۔

روزہ کا فدیہ:

ہر روزہ کا فدیہ ایک مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا واجب ہے یا ہر روزہ کے بدلے میں صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دے دے۔ یہ اختیار ہے کہ رمضان کے شروع ہی میں پورے رمضان کا ایک دم فدیہ دے دے یا آخر میں دے اور اس میں تملیک شرط نہیں بلکہ اباحت بھی کافی ہے' اور یہ بھی ضروری نہیں کہ جتنے فدیہ ہوں اتنے ہی مساکین کو دے بلکہ ایک مسکین کو کئی دن کے دے سکتے ہیں۔

تراویح:

۲۰ رکعت ہر شب سُنّتِ مؤکدہ ہیں' ہر غیر معذور مرد و عورت کیلئے۔ مرد کیلئے جماعت بھی سُنّتِ کفایہ ہے اور مسجد بھی۔ مسجد میں جو فضیلت ہے گھر میں جماعت کی وہ فضیلت نہیں۔ نیت سُنّتِ تراویح کریں یا قیام اللیل یا سُنّتِ وقت کی' مُطلق صلوٰۃ کی نیّت نہ کریں۔ تراویح کا وقت فرض عشاء کے بعد سے صُبح صادق تک ہے۔ ہر چار رکعت کے بعد بقدر چار رکعت استراحت مستحب ہے۔ اس حالت میں اختیار ہے کہ چپکا بیٹھا رہے یا کوئی ذکر کرے یا درود شریف پڑھے یا یہ تسبیح پڑھے:

سُبْحَانَ الَّذِیْ الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ
وَالْعَظْمَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ
الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ

رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَللّٰهُمَّ نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ۔

تراویح میں ایک بار ختمِ قرآن سُنّتِ مؤکدہ ہے۔ سُستی اور کاہلی کی وجہ سے ترک نہ کرے۔ دُوبار ختمِ قرآن فضیلت، ۳ بار افضل، جبکہ لوگ ذَوق شوق اور رَغبت کے ساتھ سُنیں ۔ مقتدی کو یہ جائز نہیں کہ بیٹھا رہے اور جب امام رکوع میں جائے تو مقتدی کھڑا ہو جائے کہ منافقین سے مشابہت ہے۔ ہاں کمزور آدمی جس قدر کھڑے ہو کر ادا کر سکے، کھڑے ہو کر پڑھے۔ جس شخص نے فرض عشاء جماعت سے نہ پڑھی وہ تراویح جماعت سے پڑھ لے اور تنہا وتر پڑھے۔ آج کل اکثر رواج ہو گیا ہے کہ حافظ کو اجرت دے کر تراویح پڑھواتے ہیں، یہ ناجائز و حرام ہے، لینے اور دینے والا دُونوں گنہگار ہیں۔ ہاں اگر کہہ دے کہ کچھ نہیں دوں گا یا نہیں لوں گا۔ پھر حافظ کی خدمت کریں تو کوئی حرج نہیں۔ داڑھی مُنڈانے والے یا حدِ شرع سے کم کرنے والے فاسق ہیں ان کو امام نہ بنایا جائے۔ نابالغ کے پیچھے تراویح جائز نہیں، شبینہ کرنا ہو تو بہتر یہ ہے کہ تراویح کے اندر تین روز میں قرآنِ عظیم کا ختم ہو اور شبینہ میں کسی قسم کا شورو غوغا نہ ہو۔

اعتکاف:

حدیث شریف میں ہے جس نے رمضان میں دس دن کا اعتکاف کر لیا تو ایسا ہے جیسے دو حج مبرور اور دو عمرے کر لئے۔ بیسویں رمضان کے غروبِ آفتاب سے چاند کے ہونے تک مسجد میں اعتکاف سُنّتِ کفایہ ہے کہ شہر میں کوئی نہ کرے تو سب ملزم ٹھہریں گے۔ بغیر عُذر مسجدِ اعتکاف سے نہ نکلے اگر نِکلا تو اعتکاف جاتا رہا اگرچہ بُھول کر ہو۔

چیخنا چلّانا' لڑنا' شطرنج' چوسر تاش جُوا کھیلنا' سینما یا اور کوئی تماشہ دیکھنا' بے عُذر کسی چیز کو چبانا اور چکھنا۔ ان سب سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

شوہر یا آقا کی بدمزاجی' چھوٹا بچّہ جسے چبا کر کھلانا ضرورت وغیرہم سے روزہ مکروہ نہیں ہوتا۔

روزہ نہ رکھنے کی اجازت:

مریض' اگر روزہ کی طاقت نہ ہو۔ حاملہ عورت' اگر بچہ یا اپنی جان کو نقصان کا اندیشہ ہو۔ مسافر شرعی۔

اعتکاف:

بیسویں شب سے چاند رات تک پچھلے عشرہ کا اعتکاف مسجد میں سُنّتِ کفایہ ہے اگر شہر میں کوئی نہ کرے تو سب مُلزم ٹھہریں گے۔

صدقۂ فطر:

صدقۂ فطر ہر صاحبِ نصاب پر واجب ہے کہ فی کس سوا دو سیر اچھّی گندم صدقۂ فطرانہ ادا کرے۔ آٹا بھی اسی مقدار سے دے سکتا ہے۔ جَو اور جَو کا آٹا گندم سے دوگنا دینا پڑتا ہے۔ یعنی ساڑھے چار سیر فی کس۔ غلّہ کی بجائے قیمت دینا زیادہ بہتر ہے' تاکہ حاجت مند حسبِ خواہش کچھ خرید سکیں۔ یہ صدقہ اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے نمازِ عید سے پہلے ادا کرنا ضروری ہے۔ بیوی اور بڑے اپنا صدقہ خُود ادا کریں۔ جو شخص صدقہ نہیں دیتا' اس کی نماز اور روزے آسمان کے درمیان معلّق رہتے ہیں۔

نمازِ عید: ہر عاقل بالغ مسلمان آزاد مرد تندرست مقیم پر چھ تکبیروں کے ساتھ واجب

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○

نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّىۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ○

تمهید

رمضان شریف وہ مبارک مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت خصوصیت کے ساتھ بندوں کی دستگیری فرماتی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا ''رمضان شهر الله'' کہ رمضان شریف اللہ تعالیٰ کا خاص مہینہ ہے ایک اور حدیث پاک میں آپ کا فرمان عالیشان ہے کہ اس بابرکت مہینے کے شروع ہوتے ہی جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان قید کر دیئے جاتے ہیں'' (بخاری شریف) حقیقت یہ ہے کہ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ مسلمانوں کے لئے رب کی جانب سے ایک عظیم تحفہ ہے ذیل میں روزے کا فلسفہ اور اس کے چند مسائل افادہ عوام کے لئے تحریر کئے جاتے ہیں تاکہ مسلمان ان پر خود بھی عمل پیرا ہوں اور اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی ان مسائل سے آگاہ کر سکیں۔

مشقت اور اخوت و محبت کا درس جتنا روزے میں پایا جاتا ہے اتنا اور کہیں ملنا دشوار بلکہ ناممکن ہے اس لئے حضور ﷺ نے رمضان شریف کو اخوت و ہمدردی کا مہینہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا "هُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَ الصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ "یعنی یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے روزہ بلاشبہ خیر خواہی اور ہمدردی کا درس دیتا ہے اور ناداروں وغریبوں کی امداد و اعانت کا جذبہ پیدا کرتا ہے نیز طبی نقطہ نظر سے روزے کی افادیت و اہمیت مسلّم ہے اطباء نے معدے کو ام الامراض قرار دیا ہے اگر کسی شخص کا معدہ خراب ہو جائے تو وہ کئی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسی بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے روزے کو فرض کیا تا کہ گیارہ ماہ کے جمع شدہ فاسد مادے اس کی گرمی اور حدت سے فنا ہو جائیں اور کھانے کی بے اعتدالی سے جو نقصان پیدا ہو وہ پورا ہو جائے اور معدے کو ایک ماہ تک مکمل آرام مل جائے یہی وجہ ہے کہ بعض امراض میں اطباء مریضوں کو بھوکا رہنے کا مشورہ دیتے ہیں حکیم یا ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق کھانے پینے سے رکنا کسی مرض سے چھٹکارا پانے اور صحت جسمانی حاصل کرنے کے لئے یقیناً مفید ہے مگر اسلام جب روزے دار کو ایک مقررہ وقت تک کھانے پینے سے روکتا ہے تو اس کا مقصد انسان کی صرف جسمانی بیماروں کو ہی دور کرنا نہیں بلکہ اس کی روحانی بیماریوں کا بھی علاج ہے۔

میں یہ دعا کثرت سے پڑھنا چاہیئے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ اس رات میں جو شخص چار رکعت نماز نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ التکاثر ایک بار اور سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر موت کی سختی کو آسان فرمائے گا اور اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا اور لیلۃ القدر میں جو شخص بیس رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سات مرتبہ قل شریف پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد ستر مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ پڑھے تو اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کے والدین کو بخش دیتا ہے۔

صدقہ فطر

ہر صاحب مسلمان پر اپنی اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے عید کے دن صبح صادق کے بعد اور عید گاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے صدقہ فطر کی مقدار سوا دو سیر گندم ہے اور گندم کی بجائے قیمت دینا افضل ہے قیمت موجودہ نرخ کے مطابق ادا کرنی چاہیئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "صدقہ فطر واجب ہے تاکہ بیہودہ باتوں سے روزہ پاک ہو جائے اور مسکینوں و غریبوں کے لئے کھانا بن جائے۔ ایک اور حدیث پاک میں آپ نے ارشاد فرمایا بندے کا روزہ زمین و آسمان کے درمیان لٹکا رہتا ہے جب تک وہ صدقہ فطر ادا نہ کرے اگر کسی شخص نے روزے نہیں رکھے خواہ کسی عذر کی وجہ سے یا بغیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہِ رمضان کی چند یادگار تاریخیں

خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے انتقال کی تاریخ ہے۔ آپ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ ماں کا نام حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہ ہے' آپ نبوّت سے ایک سال قبل مکّہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ آپ کے صاحبزادوں میں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما بہت بلند پایہ امام ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیٹی سے بہت مُحبّت تھی اور فرماتے تھے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے گوشت کا ٹکڑا ہے۔ حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا بہت بڑا رنج ہوا' آخر اسی غم میں بیمار رہنے لگیں اور پھر ۳ رمضان ۱۱ھ میں وفات پا گئیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے غسل دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور عشاء کی نماز کے بعد جنّت البقیع میں دفن کیا گیا۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جنابِ فاطمہ علیہا الرضوان سے زیادہ نیک اور سچّا کسی کو نہیں پایا۔

۱۰ رمضان' ۱۰ نبوت:

اُمّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے انتقال کی تاریخ ہے۔ خاندانِ قریش کی بہت پارسا اور مالدار خاتون تھیں۔ چالیس سال کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کی۔ اعلانِ نبوّت کے پہلے دِن مسلمان ہوگئیں اور دُنیا میں سب سے پہلی مسلمان خاتون ہونے کا شرف حاصل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام

کہ اس جیسا ماہتابِ نبوّت، نہ طلوع ہُوا ہے، اور نہ ہی اُس جیسا کوئی آفتابِ رسالت جگمگائے گا۔ آپ خاتم النبیّین تھے، سراجِ مُنیر تھے، رحمۃ للعالمین تھے، رؤف و رحیم تھے، خُدا کے بعد تمام بزرگیاں، تمام عزّتیں اور تمام تعریفیں آپ ہی کو زیبا ہیں۔

دوسرے پیغمبروں کی طرح آپ کو بھی ایک کتاب دی گئی، جس کا نام "قُرآن" ہے جو آج تک ہمارے پاس اُسی طرح موجود ہے جس طرح حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُتارا گیا تھا۔

ایک سوال اور اُس کا جواب:

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ توراۃ و انجیل میں ردّ و بدل ہو گیا، صحیفے بدل گئے، زبور وہ نہ رہی جو حضرت داؤد علیہ السّلام کی زبان پر جاری تھی تو آج چودہ سو سال گزر جانے کے بعد یہ قرآن کیسے اُسی طرح قائم رہ سکتا ہے؟

جواب: پچھلی جتنی بھی کتابیں تھیں، اُن سب کی حفاظت نبیوں کے سپرد تھی، توراۃ کی حفاظت حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور انجیل کی حفاظت حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے ذمّہ تھی، زبور کی ذمّہ داری حضرت داؤد علیہ السّلام کے سر تھی۔ جب تک نبی دُنیا میں موجود رہے، کتابیں صحیح سلامت رہیں لیکن جب انبیاء نے دُنیا سے پَردہ فرمایا تو دُنیا کے لالچی اور خُودغرض لوگوں نے اپنی مرضی سے کتابوں میں ترمیم و تنسیخ کا سلسلہ شروع کر دیا لیکن قُرآن ایسی کتاب ہے جس کی حفاظت خُداوند تعالیٰ نے اپنے ذمّہ لے لی ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ (پارہ ۱۴، سورہ الحجر، آیت ۹)

اس ذکرِ پاک کو یعنی قُرآنِ مجید کو اُتارا بھی ہم ہی نے ہے اور اِس کی حفاظت کرنے والے بھی ہم ہی ہیں۔

چھوڑ دیا۔ اے علیم وخبیر! اس نے منڈی وتھانہ، تعلقات ومعاملات، مدرسہ وگھر، ایوانِ صدارت وزارت غرضیکہ ہر جگہ اطاعتِ خُداوندی چھوڑے رکھی۔ آخر کار اس جبّار و قہار کی عدالت سے حکم ہوگا کہ اے قرآن! جس طرح اس نے دُنیا میں تیرے ساتھ سلوک کیا تھا، تو بھی اس کے ساتھ جس طرح تیرا جی چاہے کر! قرآن مجید جو کہ اس وقت انسانی شکل میں ہوگا اس کو بازو سے پکڑے گا اور گھسیٹ کر ناک کے بَل جہنّم میں پھینک دے گا۔

پھر قُرآن پاک ایک دوسرے آدمی کو لائے گا جو مُتقی اور صالح ہوگا۔ اللہ کے دربار میں قرآن اس کی سفارش کرے گا اور کہے گا:

اے مالک یوم الدّین! تُو نے مجھے اس کی طرف بھیجا، یہ اچھا ثابت ہوا، اس نے میری عزّت کی، آج تو بھی اس کی عزّت کر۔ قرآن اس آدمی کا ہاتھ پکڑے گا، جنت کے دروازے پر لائے گا، جنت کا دروازہ بند ہوگا، دروازہ کھٹکھٹانے پر پُوچھا جائے گا کون ہیں؟ قرآن کہے گا میں قرآن ہوں اور میرے ساتھ میرا پڑھنے اور عمل کرنے والا ہے۔ دروازہ کھل جائے گا، داروغانِ جنّت کہیں گے ہمیں اللہ تعالیٰ سے یہی حکم تھا کہ سب سے پہلے قرآن کے پڑھنے اور عمل کرنے والے کیلئے دروازہ کھولا جائے۔ قُرآنِ پاک اُسے جنّت کے ایک محل میں لے جائے گا، اُس کے سر پر شاہی تاج رکھے گا اور اُسے شرابِ طہور پلائے گا۔ اس حدیث شریف سے دو پہلو صاف طور پر نمایاں ہیں۔ جو شخص قرآن کا نافرمان ہوگا قرآن مجید اس کیلئے اِستِغاثَہ کرے گا اور جو قارئِ قرآن اور عاملِ قرآن ہوگا اِس کیلئے شفاعت کرے گا۔ یہ قرآن مجید دُنیا کا ساتھی اور آخرت کا شافع ہے۔ اب ہمیں خُود ہی فیصلہ کرنا ہے کہ آیا قرآن پاک کی بے حُرمتی کرنا، اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کیلئے اَوراقِ قُرآن کو نذرِ آتش کر دینا کہاں کی

زندگی گزرتی تھی، مسجدوں میں انتقال ہو جاتا تھا۔ آج ایسا نازک دور آگیا ہے، بچے پیدا ہوتے ہیں سینماؤں میں، پہلی نظر جاتی ہے ناچنے والی پر، ہوٹلوں میں زندگی گزرتی ہے، ہسپتالوں میں مرجاتے ہیں۔ اگر ہم اصلاحِ معاشرہ چاہتے ہیں، اپنے اندر تمام برائیاں جمع کرنے کی بجائے نیکیوں سے اپنی جھولیوں کو بھرنا چاہتے ہیں تو والدین کو چاہیئے کہ خُود بھی قرآن پر عمل کریں اور اپنی اولاد کو بھی زبردستی اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیں۔

لیکن اس بات کو نہ بھولئے کہ جب تک قُرآن کو سمجھا نہ جائے اس وقت تک ہمارے ولولے پروان نہیں چڑھ سکتے اور یہ تبھی ہوگا جبکہ قرآن کے ساتھ ساتھ صاحبِ قُرآن کی سیرت کو بھی دیکھا جائے۔

قُرآن اور صاحبِ قُرآن:

سارا قُرآن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق کیا تھا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "کان خلقه القرآن" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق قُرآن تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت چلتا پھرتا قرآن تھا۔ یعنی جمالِ محمد کے جلووں کا نام "قُرآن" ہے۔ جب تک حضور سرورِ کائنات کی سیرت کا مطالعہ نہ کیا جائے قرآن سمجھ میں نہیں آسکتا۔ مثلاً قرآن کا ارشاد ہے:

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ. نماز قائم کرو۔ (پارہ ۱۸، سورہ النور، آیت ۵۶)

ہم نے قرآن سے سوال کیا: اے قرآن! تُو کہتا ہے نماز کو قائم کرو، نماز کو کس طرح قائم کیا جاتا ہے؟ کیا نماز پڑھیں؟ اگر نماز پڑھیں تو کس طرح سے ادائیگی نماز کریں؟ صبح کی نماز پڑھیں، شام کی نماز پڑھیں، ظہر کی نماز پڑھیں یا صرف صلوٰۃِ وُسطیٰ یعنی عصر ہی پڑھیں؟ اگر نماز پڑھیں بھی تو قیام میں کیا پڑھیں؟ رکوع میں خُدا کی بڑائی

کس طرح بیان کریں؟ سجود میں کیا فقرات زبان پر جاری کریں؟

قرآن پاک ان سوالات کے جواب میں بس اتنا ہی کہہ دیتا ہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(پارہ ۲۱، سورہ الاحزاب، آیت ۲۱)

میرا کام تو صرف کہہ دینا ہے کہ یہ کام کرو' اس کام کو عملی جامہ پہنا کر دکھانے والے سرورِ کائنات' فخرِ موجودات ہیں۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں نمود نہ دیں بس اُسی پر کاربند ہو جاؤ۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھیں اسی طرح پڑھئے۔ قُرآنِ پاک کا اِرشاد ہوتا ہے: اٰتوا الزکوٰۃ زکوٰۃ ادا کرو۔ سوال پیدا ہوتا ہے کس طرح زکوٰۃ ادا کریں؟ کون کون سی چیزیں ہیں' جن میں زکوٰۃ ضروری ہے۔ زکوٰۃ کتنا دیں؟ بھیڑیں اور بکریوں میں زکوٰۃ کیا ہے' سونا اور چاندی کی زکوٰۃ کیا ہے۔

قرآن پاک خاموش ہے' اِرشاد ہوتا ہے جس طرح حضور سرورِ کائنات فرمائیں پس اُسی طرح کرو۔ چلتا پھرتا قرآن مُحمد مُصطفٰے' احمد مجتبیٰ ہیں۔ ''احکامِ قرآن'' پر اس وقت آدمی عمل نہیں کر سکتا جب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ نہ کیا جائے۔ دوسرے معانی میں یوں سمجھ لیجئے ''عظمتِ قرآن'' اس وقت تک دل میں پیدا نہیں ہو سکتی جب تک کہ ''صاحبِ قرآن'' کی عزت نہ ہو۔

قرآن اور صاحبِ قرآن دونوں لازم مَلزوم ہیں۔ اسی لئے تو اِرشاد ہوتا ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ ط

(پارہ ۶، سورہ المائدہ، آیت ۱۵)

اے دُنیا والو! تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نُور آ گیا اور کتابِ مُبین آ گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ الصَّوْم (روزہ)

روزہ کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۔(پارہ ۲، سورہ بقرہ، آیت ۱۸۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

فرضیّت روزہ:

رمضان المبارک ۲ھ میں روزے فرض ہوئے اور سال میں ایک مہینہ رمضان کے روزے رکھنا اسلام کا چوتھا رُکن قرار پایا۔

روزہ کی جزأ:

جزأ کا معنی بدلہ وعوض ہے۔ اسلام کی بنیادی تعلیمات میں ایمان، نماز اور زکوٰۃ کے بعد روزہ کا درجہ ہے۔ اسلام میں پورے رمضان کے مہینہ کے روزے فرض ہیں اور جو شخص بِلا کسی عُذر یا مجبوری کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے تو وہ بہت ہی سخت گنہگار ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ بندے کے سارے نیک اعمال کی جزا کا ایک قانون مقرّر ہے اور ہر عمل کا ثواب اسی مقرّرہ حساب سے دیا جائے گا لیکن روزہ اس عام قانون سے مستثنیٰ ہے۔

چاند کے لحاظ سے روزہ فرض ہونے کی حکمت:

رمضان کا مہینہ قمری حساب سے رکھا گیا ہے۔ کیونکہ جب نصف دُنیا پر سردی کا

نے فرمایا ''جس نے بھول کر (روزہ کی حالت میں) کھالیا اور پی لیا وہ اپنا روزہ پورا کرے اس لئے کہ اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے''۔

(متفق علیہ، مشکوٰۃ کتاب الصّوم، باب تنزیہ الصوم، پہلی فصل)

اسی حالت میں نہ صرف یہ کہ روزہ کی قضا لازم نہیں آئے گی بلکہ یہ روزہ تسلیم کر لیا جائے گا اور اس کا ثواب بدستور ملے گا۔

ماہِ رَمضان میں دوزخ کے دَروازے بَند ہونے اور جنّت کے دَروازے کُھلنے کی حکمت

یہ بات ظاہر ہے کہ دُنیا میں عام شَر و بَدیاں جو انسانوں سے سَرزَد ہوتی ہے۔ وہ ان کی سیری و قُوّتِ جسمی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ لہٰذا روزہ کے باعث جب قُوّتِ جسمی میں فتور آجائے تو گناہوں میں بھی کمی ہو جاتی ہے۔ جب انسان محض خُدا تعالیٰ کیلئے بھُوکے اور پیاسے ہوتے ہیں اور گناہوں کو ترک کرتے ہیں تو ان کیلئے رحمتِ الٰہی جوش میں آتی ہے۔ جنّت کے دروازے اُن کیلئے کُھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند بھی۔ ظاہر ہے جب گناہوں کا دروازہ ہی بند ہو گیا' جس کے باعث سے غَضبِ الٰہی کی آگ بھڑکتی ہے تو بے شک دوزخ کے دراوزے بھی بند ہو جائیں گے۔

اور شیاطین کا جکڑا جانا بھی ظاہر ہے کہ جب بنی آدم کے رگ و ریشہ اور جسم میں توانائی اور شکم سیر ہوتا ہے تو گناہوں کی طرف بھی انسان کی رغبت ہوتی ہے اور اندر سے پھُوں وَسوں سے شیطانی تحریکات شروع ہو جاتی ہیں مگر جب سارے جسم پر بھُوک و پیاس کا اثر ہو اور بحکمِ الٰہی شہوانی قوٰی کو روزہ کے ذریعہ دبایا جائے تو اس میں کچھ شک نہیں کہ اس طرح سے شیطان جکڑے جاتے ہیں۔

روزہ دار کے مُنہ کی بُو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔ بے شک روزہ دار کے منہ کی بو خدا تعالیٰ کے نزدیک قیامت کو کستوری سے زیادہ خُوشبو والی ہوگی''۔ (متفق علیہ، مشکوۃ کتاب الصوم، پہلی فصل)

روزہ دار کے مُنہ کی بُو کستوری سے زیادہ خُوشبو دار ہونے کی حکمت

معقول اور قابلِ قدر بات ہے کہ تحصیلِ کمالات کیلئے جو محنتیں و مشقتیں اٹھانی پڑتی ہیں، سب جانتے ہیں کہ پہلے جسم پر ان سے اتنی بڑی کوفتیں اور تھکان ہوتی ہیں کہ جسم کو ناگوار و بُودار معلوم ہوتی ہیں مگر ان کے آخری نتائج کی اُمیدیں انسان کو خُوشگوار اور معطّر نظر آتی ہیں اور بالآخر ایسا ہی ہوتا ہے اور ان محنتوں اور مشقتوں کا بیابان، فرحت اور خوشبودار بستان سے بدل جاتا ہے۔

۲۔ روزہ دار کے مُنہ کی بُو خدا تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خُوشبو سے زیادہ خُوشبودار ہونے کی حکمت یہ ہے کہ اس جہاں کے اعمال کا بدلہ دوسری شکلوں میں ہوگا۔ دُنیا میں اجسام پر رُوحوں کا غلبہ ہے اور آخرت میں اجسام کا رُوحوں پر غلبہ ہوگا، یہاں اعمال قالب ہیں اور اس کے ثمرات رُوحیں ہیں، ہر کوئی جانتا ہے کہ قالب و روح کی صورت یکساں نہیں ہوتی اور اصل اور اس کے نتیجہ میں مشابہت ہونا ضروری نہیں۔

۳۔ دُنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہر ایک درخت کا بیج جو زمین میں بُویا جاتا ہے۔ وہ مٹّی اور پانی کی تراوت سے متعفّن ہو کر بُودار بن جاتا ہے اور پھر وہ اُگتا ہے اور جب اس کو پھول و پھل لگتے ہیں تو ان کا کچھ اور ہی ذائقہ اور بُو ہوتی ہے اور جب اُن کو پکا کر کھایا جائے تو کچھ اور ہی مزہ آتا ہے۔ ایسا ہی روزہ دار کے مُنہ کی بُو بیج واصل ہے اور قیامت میں اس کا کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار ہونا اس کا نتیجہ و پھل ہوگا۔

اپنے آپ کو درگاہِ الٰہی میں ایسا مقیّد کرتا ہے جیسے کہ ایک منّت وسماجت کرنے والا سائل کسی کے دروازہ پر بیٹھ جاتا ہے اور اپنے حاجت ومُراد حاصل ہوئے بغیر نہیں اُٹھتا۔

یا یہ کہ عاشقِ زار کی طرح اپنے معشوق کے دروازہ پر بھوکا پیاسا بن کر اور دُنیا کی تمام حاجتیں واغراض سے فارغ اور بے پرواہ ہو کر محض جلوۂ محبوب ومعشوق کیلئے اُس کے دروازہ پر معتکف ہو جاتا ہے اور جب تک اس کا معشوق اس کو مُنہ نہ دکھائے' اس کے دَر سے نہیں ہٹتا اور اُس کے شوق میں ساری لذتیں چھوڑ کر اس کے اُوپر سر رکھ دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اعتکاف خانۂ خُدا یعنی مسجد کے بغیر کہیں جائز نہیں کیونکہ عاشق طالبِ دیدار کو اپنے معشوق کے دروازہ پر گرنا چاہیئے اور یہی وجہ ہے کہ بحالتِ اعتکاف معتکف کو رات میں بھی اپنی عورت سے مباشرت کرنی جائز نہیں کیونکہ صادق عاشق کو ان باتوں کا کہاں خیال رہتا ہے اور یہ جو ماہِ رمضان کے عشرہ آخری میں لیلۃ القدر کا ظہور روایات میں مَذکور ہے وہ اسی تجلی الٰہی کی طرف اشارہ ہے جس کا ظہور عاشقانِ الٰہی پر ہوتا ہے۔

اعتکاف کی حقیقت:

اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ ہر طرف سے یکسو اور سب سے منقطع ہو کر بس اللہ سے لَو لگا کے اس کے دَر پہ یعنی کسی مسجد کے کونے میں پڑ جائے' اور سب سے الگ تنہائی میں اس کی عبادت اور اس کے ذکر وفکر میں مشغول رہے۔ یہ خواص بلکہ اخص الخواص کی عبادت ہے۔

نزولِ قرآن سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعتِ مبارک میں سب سے یکسو اور الگ ہو کر تنہائی میں اللہ تعالٰی کی عبادت اور اس کے ذکر وفکر کا جو بیتابانہ جذبہ پیدا ہوا تھا' جس کے نتیجے میں آپ مسلسل کئی مہینے غارِ حرا میں خلوت گزینی کرتے رہے یہ گویا آپ کا پہلا اعتکاف تھا اور اس اعتکاف ہی میں آپ کی رُوحانیت اس مقام تک پہنچ

گئی تھی کہ آپ پر قُرآنِ مجید کا نزول شروع ہو جائے۔

چنانچہ حرا کے اس اعتکاف کے آخری ایّام ہی میں اللہ کے حاملِ وحی فرشتے جبرائیل علیہ السّلام سورۂ اقراء کی ابتدائی آیتیں لے کر نازل ہوئے۔ تحقیق یہ ہے کہ یہ رمضان کا مہینہ اور اس کا آخری عشرہ تھا اور رات شبِ قدر تھی۔

اعتکاف کی رُوح:

اعتکاف کی رُوح دِل کا اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا ہے اور مخلوقات سے الگ ہو کر صرف ایک خدا کی یاد میں مشغول و منہمک ہو جانا ہے۔ اسی کی سوچ و فکر، یہی تذکرے اسی کی بات چیت یہاں تک کہ انسان کے دل و دماغ پر خدا ہی کا تصور چھا جائے اور اسی کی یاد دل میں سما جائے اور بجائے مخلوق کے خالق ہی سے دل لگ جائے۔

اعتکاف کی اقسام

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ واجب جو منّت اور نذر کی وجہ سے ہوتا ہے مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ اگر میں اس بیماری سے ٹھیک اور تندرست ہو گیا یا میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اتنے دنوں کا اعتکاف کروں گا یا بغیر کسی شرط کے یہ کہے کہ میں اپنے اوپر اتنے دنوں کا اعتکاف لازم کرتا ہوں، ان تمام صورتوں میں جتنے دنوں کی نیّت کی ہے، اتنے دن روزے رکھ کر اعتکاف کرنا لازم اور ضروری ہو جائے گا۔

۲۔ دوسری قسم سُنّتِ مؤکدہ ہے جو رمضان شریف کے آخری عشرہ یعنی آخری دنوں میں ہوتا ہے اس کا وقت رمضان المبارک کی بیس تاریخ کے غروبِ آفتاب سے لے کر عید کا چاند نظر آنے تک ہے۔ حضور علیہ السّلام اِن ایّام میں ہر سال پابندی کے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کیلئے تیاراور مستعد ہو جاتے اور عورتوں سے پرہیز کرتے تھے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں میں کوشش و جدّو جہد کرتے تھے جو اُور دنوں میں نہیں کرتے تھے۔

(مسلم، مشکوٰۃ کتاب الصوم، باب لیلۃ القدر، پہلی فصل)

اعتکاف کے فضائل و برکات

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا اس کو دو حج اور دو عمرہ کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ (رواہ البیہقی)

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حالتِ ایمان میں ثواب کی اُمید کرتے ہوئے اعتکاف کرتا ہے اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ (رواہ دیلمی)

۳۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے کسی بھائی کے کام میں چلے اور کوشش کرے یہ اس کیلئے دس برس کے اعتکاف سے افضل ہے اور جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس کے اور جہنّم کے درمیان تین خندقوں کو آڑ بنادیتا ہے۔

(رواہ حاکم)

جن کی مسافت زمین و آسمان کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ ہے۔ ایک روایت میں دس کی بجائے بیس سال کا ذکر ہے۔

سے ظاہر ہوا کہ تہجد اور تراویح دو نمازیں ہیں، دو وقت میں مقرر کی گئی ہیں۔ تہجد کی اصل مشروعیت قرآن سے ہے:

فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۔ (بنی اسرائیل:۷۹) اور تراویح کی مشروعیت حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ سَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهٗ۔ الخ

۹۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد آخر شب میں پڑھتے تھے۔ اس قسم کی متعدد روایات موجود ہیں، تہجد سے فارغ ہونے کے بعد وتر ادا کرتے۔ اس کے بعد دو رکعت نفل کبھی پڑھتے، کبھی نہ پڑھتے، پھر کبھی کچھ آرام کرنے کیلئے لیٹتے، کبھی نہ لیٹتے کہ فجر کی اذان ہو جاتی تھی۔ (بخاری جلد ۱، ص ۱۵۲، مسلم جلد ۱، ص ۲۵۳)

اب ظاہر ہے کہ تہجد اور وتر سے فراغت کے بعد فجر کی اذان ہو جانا یا اذان کا وقت قریب آ جانا تہجد کو آخر شب میں پڑھنے کی صریح دلیل ہے اور یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول تھا۔

اس کے برعکس تراویح کو آپ نے اوّل شب میں پڑھا ہے۔ چنانچہ پہلے دن جب تراویح سے فراغت ہوئی تو تہائی رات گزر چکی تھی حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ۔

(ابوداوُد، جلد ۱، ص ۲۱۱، ترمذی جلد ۱، ص ۹۹)

دوسرے دن جب فراغت ہوئی تو آدھی رات گزر چکی تھی حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ (حوالہ مذکورہ)

تیسرے دن جب فارغ ہوئے تو سحری کا وقت آ گیا۔ یعنی اوّل شب سے آخر شب تک ادا کرتے رہے۔ حَتّٰى خَشِيْنَا اَنْ يَّفُوْتَنَا الْفَلَاحُ قُلْتُ وَمَا الْفَلَاحُ قَالَ السُّحُوْرُ. (حوالہ مذکورہ)

۱۰۔ تہجد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تنہا پڑھتے تھے، بلا کر کبھی دوسروں کو اپنے

رات صبح تک نماز نہیں پڑھی تو اس سے مراد تہجد ہے۔ ورنہ تیسری رات کی تراویح جو صبح تک ہوئی تھی اس میں وہ خود بھی شریک تھیں۔

۱۲۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں نوافل وغیرہ کا جتنا اہتمام کرتے تھے، کسی ماہ میں اتنا اہتمام نہیں کرتے تھے، رمضان المبارک کے علاوہ کسی اور مہینے میں رات رات بھر نماز میں مشغول نہ رہتے۔ اسی طرح رمضان المبارک میں جود وسخا کا دریا بہانے اور راہِ خدا میں لٹانے کا جذبہ اور زیادہ ہو جاتا تھا۔

(بخاری جلد ۱، ص ۲۵۵)

دوسری طرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ رمضان اور غیر رمضان میں مع وتر گیارہ رکعات ہی پڑھتے تھے۔ اب اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر رمضان المبارک میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز گیارہ رکعت ہی ہوتی تھی تو شدتِ اجتہاد عبادت جس کا حدیث میں تذکرہ ہے، کہاں ہوا۔ رمضان اور غیر رمضان، ہر ایک کی رات کی عبادت برابر ہو گئی۔ ماننا پڑے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح الگ پڑھی اور تہجد الگ، اس طرح شدّت اجتہاد عبادت بالکل ظاہر و باہر ہے۔

اگر رمضان اور غیر رمضان کی نماز برابر ہوتی تو ان حدیثوں کا کیا مطلب ہوگا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانَ لَمْ يَاْتِ فِرَاشَهُ حَتّٰى يَنْسَلِخَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب رمضان المبارک آجاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر نہیں جاتے یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔ (بیہقی)

خصوصاً رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے متعلق آیا ہے کہ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فِیْ رَمَضَانَ فَرَاٰی نَاساً فِیْ نَاحِیَۃِ الْمَسْجِدِ یُصَلُّوْنَ فَقَالَ مَا یَصْنَعُ ھٰؤُلَاءِ قَالَ قَائِلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰؤُلَاءِ نَاسٌ لَیْسَ مَعَھُمُ الْقُرْاٰنُ وَاُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ یَقْرَاءُ وَھُمْ مَعَہٗ یُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِہٖ قَالَ قَدْ اَحْسَنُوْا وَقَدْ اَصَابُوْا وَلَمْ یَکْرَہْ ذَالِکَ لَھُمْ (رواہ البیہقی فی المعرفۃ جلد۴، ص۳۹۔ ابوداؤد باب فی قیام شھر رمضان)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کی ایک رات میں نکلے تو دیکھا کہ کچھ لوگ مسجد نبوی کے ایک گوشے میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ فرمایا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ ایک شخص نے جواب دیا اے اللہ کے رسول! یہ قرآن کے حافظ نہیں، ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) قرأت کر رہے ہیں اور یہ لوگ ان کے ساتھ وہی نماز پڑھ رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں نے اچھا کیا اور درست کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کیلئے اسے ناپسند نہیں کیا۔

اسی مضمون کی ایک دوسری روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابوداؤد شریف میں ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصَابُوْا وَنِعْمَ مَا صَنَعُوْا (جلد۱، ص۲۱۱)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہوں نے درست کیا اور بڑا اچھا کام کیا۔

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ:

خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَیْلَۃً فِیْ رَمَضَانَ اِلَی الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ اَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُوْنَ یُصَلِّی	میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات میں مسجد نبوی کی جانب نکلا تو لوگ مختلف گروہوں میں

عنہم، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں متفرق جماعتوں کے ساتھ تراویح پڑھتے تھے، وہ کتنی رکعتیں پڑھتے تھے۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے پہلے متفرق جماعتوں والے کتنی رکعتیں ادا کرتے تھے۔ آٹھ یا بیس یا کوئی اور تعداد؟

اس روایت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ صریح طرزِ عمل معلوم ہوا کہ وہ آٹھ سے زائد پڑھتے تھے اور اسی روایت سے بارہ سے زائد بیس کی طرف اشارہ ملا اور جہاں تک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بات ہے تو اُنہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بیس ہی رکعات پڑھانے کا حکم دیا تھا (جیسا کہ روایات آرہی ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس حکم پر کسی بھی صحابی نے انکار نہیں کیا یہاں تک کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کی گیارہ رکعات والی روایت آٹھ کے قائلین پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر کوئی گرفت نہیں کی کہ آپ سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بجائے آٹھ کے بیس کا حکم کیوں دے رہے ہیں؟ گویا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک بھی تراویح کی بیس ہی رکعتیں مسنون تھیں اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے، حضرت عبداللہ بن عمر بھی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ وغیرہ کا بالاتفاق اجماعی طور پر بیس رکعتوں کو تسلیم کر لینا اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیس کی ادائیگی میں مشغول و مصروف ہو جانا، اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کے عین مطابق سمجھتے تھے۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بیس والی روایت اگرچہ بعد کے راوی کی وجہ سے ضعیف قرار پاتی ہے مگر صحابہ کرام کے اجماعی فیصلے نے اسے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تراویح بیس رکعات تھی تو آٹھ پڑھنے والا سنت سے محروم رہا اور اگر آٹھ رکعت تھی تو بیس میں آٹھ شامل ہے۔ بیس پڑھنے والا بہرحال آٹھ پر عمل کرنے والا قرار پائے گا اور سنّت سے محروم نہیں رہے گا۔

بہرحال اب بیس رکعتوں پر خُلفائے راشدین سمیت دیگر اجلہ صحابہ و تابعین، تبع تابعین، آئمہ اربعہ اور اُمت کے اجماعی عمل کی روایات ملاحظہ فرمائیں:

بیس رکعتوں کا ثبوت، خُلفائے راشدین سے:

حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے عہدِ خلافت میں تراویح کی بیس رکعتیں ہونا درج ذیل روایات سے ثابت ہے۔

۱۔ حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے:

اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَ رَجُلاً یُصَلِّیْ بِھِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲، ص۳۹۳، آثار السنن ص۲۵۳)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ انہیں (صحابہ و تابعین) کو بیس رکعات پڑھائے۔

۲. عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ اَنَّہٗ قَالَ کَانَ النَّاسُ یَقُوْمُوْنَ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَّ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً (موطا امام مالک ص۹۸، سنن کبریٰ بیہقی جلد۲، ص۴۹۶، آثار السنن ص۲۵۳)

یزید بن رومان کہتے ہیں کہ لوگ (صحابہ و تابعین) حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تیس رکعتیں پڑھتے تھے (بیس تراویح، تین وتر

۳۔ عن یزید بن خصیفۃ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کَانُوا یقومون

حضرت یزید بن خصیفہ، حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ لوگ

۷. عَنِ الْحَارِثِ اَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِيْ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲، ص ۳۹۳)

حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں لوگوں کی امامت کرتے اور بیس رکعتیں پڑھاتے۔

۸. عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرْظِيِّ كَانَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً. (قیام اللیل ص ۹۱)

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ لوگ (صحابہ وتابعین) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔

۹۔ ابن قدامہ مقدسی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیس رکعتوں پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع نقل کیا ہے۔ (المغنی جلد۲، ص ۱۶۷)

علامہ ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عبد البر بھی یہی کہتے ہیں۔

(تحفۃ الاخیار ص ۱۹۷، مرقات جلد۲، ص ۱۷۴)

امام غزالی بھی اسی کے قائل ہیں۔ (احیاء العلوم جلد۱، ص ۲۰۸)

آئمہ اربعہ کے نزدیک تراویح کی رکعتیں

حضرت امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی و امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم یہ سب کے سب بیس رکعات تراویح کو مسنون قرار دیتے ہیں۔ البتہ امام مالک چھتیس رکعتیں پڑھتے تھے یعنی بیس میں سولہ کے اضافہ کے ساتھ۔ اور اضافہ کی وجہ یہ تھی کہ اہلِ مکہ ہر چار رکعت پر خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کیا کرتے تھے اور اہل مدینہ ظاہر ہے کہ اس پر قادر نہیں تھے۔ لہٰذا انہوں نے طواف کا بدل یہ نکالا کہ ہر طواف کے عوض چار رکعتیں مزید پڑھنے لگے تا کہ اہل مکہ سے برابری ہو سکے کہ اگر اہل مکہ بیس رکعتوں کے ساتھ چار مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کر کے ثواب حاصل کرتے ہیں تو یہ لوگ بیس رکعتوں کے

ساتھ مزید سولہ رکعتیں پڑھ لیتے ہیں۔ چونکہ اہل مدینہ کے ہی عمل کو امام مالک رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا تھا' اس لئے وہ بھی بیس کے ساتھ مزید سولہ رکعتوں کے قائل تھے۔

ابن قدامہ مقدسی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اِنَّمَا فَعَلَ هٰذَا اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لِاَنَّهُمْ اَرَادُوْا مُسَاوَاةَ اَهْلِ مَكَّةَ فَاِنَّ اَهْلَ مَكَّةَ يَطُوْفُوْنَ سَبْعًا بَيْنَ كُلِّ تَرْوِيْحَتَيْنِ فَعَمِلَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مَكَانَ كُلِّ سَبْعٍ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ۔ (المغنی جلد۲، ص ۱۶۷)

اہل مدینہ نے یہ اس لئے کیا تھا تا کہ اہل مکہ کے ساتھ برابری ہو جائے کیونکہ اہل مکہ ہر دو ترویحوں کے درمیان سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کرتے تھے۔ لہٰذا اہل مدینہ نے ہر سات طرف کی جگہ چار رکعتیں رکھ دیں۔

پھر ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ لیکن چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیس ہی رکعات مروی ہیں' اس لئے ہمیں اسی کی اتباع کرنی چاہیئے۔ خواہ کسی جگہ بھی رہیں۔

وَمَا كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلٰى وَاَحَقَّ اَنْ يُّتَّبَعَ۔ (حوالہ مذکورہ)

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اولیٰ ہیں اور اتباع کے زیادہ حق دار ہیں

علامہ ابنِ رُشد مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

وَاخْتَلَفُوْا فِى الْمُخْتَارِ مِنْ عَدَدِ الرَّكَعَاتِ الَّتِىْ يَقُوْمُ بِهَا النَّاسُ فِىْ رَمَضَانَ فَاخْتَارَ مَالِكٌ فِىْ اَحَدِ قَوْلَيْهِ وَاَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِىُّ

رکعات تراویح کے مختار عدد کے بارے میں آئمہ مجتہدین کا اختلاف ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دو قولوں میں سے ایک میں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ

ہی سُنّت قرار دیا ہے۔

شیخ احمد رومی مجالس الابرار میں فرماتے ہیں:

وَالصَّحَابَةُ حِيْنَئِذٍ مُتَوَافِرُوْنَ مِنْهُمْ عُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وَالْعَبَّاسُ وَابْنُهُ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَمُعَاذٌ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَمَا رَدَّ عَلَيْهِ وَاحِدٌ مِنْهُمْ بَلْ سَاعَدُوْهُ وَوَافَقُوْهُ وَاَمَرُوْهُ بِذَالِكَ وَوَاظَبُوْا عَلَيْهَا حَتّٰى اَنَّ عَلِيًّا اَثْنٰى عَلَيْهِ وَدَعَالَهُ وَقَالَ نَوَّرَ اللّٰهُ مَضْجَعَ عُمَرَ كَمَا نَوَّرَ مَسَاجِدَنَا وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ وَهِيَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً.

(مجالس الاسرار مجلس ۲۸، ص ۱۸۷)

صحابہ رضی اللہ عنہ اس وقت بکثرت موجود تھے' اُن میں حضرت عثمان' وحضرت علی رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود بھی' حضرت عباس بھی اور عبد اللہ بن عباس بھی' طلحہ وزبیر اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم بھی اور اُن کے علاوہ بہت سے انصار و مہاجر صحابہؓ کسی نے بھی حضرت عمرؓ پر اعتراض نہیں کیا بلکہ ان کی مساعدت و موافقت کی اور ان کے حکم کی تعمیل کی اور مداومت و ہمیشگی کے ساتھ اس پر عمل کیا یہاں تک کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت عمرؓ کی تعریف کی اور دعا دی اور فرمایا ''اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کو منوّر کر دے جس طرح انہوں نے ہماری مساجد کو منوّر کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے کہ تم پر لازم ہے میری سُنّت اور میرے بعد والے خُلفائے راشدین کی سُنّت اور خُلفائے راشدین کی سُنّت بیس رکعت ہے۔

مسئلہ: اگر ایک حرف کی جگہ دُوسرا حرف پڑھ دیا تو ایسی صُورت میں اگر معنی میں کچھ فرق پیدا نہیں ہُوا تب تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ جیسے ان المسلمون وان الظالمون وغیرہ پڑھ گیا اور اگر معنی میں تغیّر آ گیا تو اُس کی دو صُورتیں ہیں ایک تو یہ کہ اُن دُونوں حرفوں کی آواز میں بہت فرق ہے مثلاً الطالحات پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ دوسرے یہ کہ ایسا حرف میں اڈل بدل ہو گیا جن کی آوازیں مشابہ ہیں' جیسے ظ۔ ض۔ س۔ ص۔ ط۔ ت وغیرہ تو اکثر عُلماء کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی۔

الا ما اضطررتم اور وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا (العٰدِيٰت : ۱) میں بجائے ض کے ظ سے پڑھنا اور البطشة الكبرىٰ میں بجائے ط سے ت اور خصیما کو س سے اور غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ میں ض کی جگہ ظ اذ اور وَلَا الضَّآلِّيْنَ میں ض کی جگہ اور صراط میں ط کی جگہ ت تو نماز فاسد ہو جائے گی اور الضالین میں بجائے ض کے ظ یا ذ پڑھا تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (قاضی خاں)

تراویح کے ادا کرنے کا طریقہ:

جس رات کو رمضان شریف کا چاند دیکھا جائے اُسی رات سے تراویح پڑھنا شروع کرے اور تمام مہینے ہر شب کو بیس رکعت پڑھا کرے اور عید کے چاند سے ایک روز پہلے ختم کر دے۔

مسئلہ: تراویح مرد اور عورت دونوں کیلئے سُنّتِ مؤکدہ ہے۔ جس طرح مرد اُس کے نہ پڑھنے سے گنہگار ہوگا اسی طرح عورت بھی نہ پڑھنے سے گنہگار ہوگی۔

مسئلہ: بیس رکعت تراویح دس سلام سے پڑھنا چاہیئے اور ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں یہ چار رکعتیں پڑھی ہیں' مستحب ہے اور اس بیٹھنے میں اختیار ہے

کی مکروہ نہ ہوگی۔ اور اگر اُس نے امامت کی نیّت نہ کی اور بطور خود نفل پڑھنے لگا اور لوگوں نے اقتداء کر کے تراویح کی نیّت کر لی تو کسی کی نماز مکروہ نہ ہوگی۔ (قاضی خاں)

جماعت تراویح کا بیان

جماعت تراویح سنت مؤکدہ کفایہ ہے مگر اس امر میں اختلاف ہے کہ یہ سُنّت کفایہ باعتبار تمام شہر کے ہے' یا شہر کے ہر ایک محلہ کے' یا ہر ایک مسجد کے۔ یعنی بعض کے قول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر تمام شہر کی ایک مسجد میں بھی جماعت تراویح ہو جائے تو سارے شہر کے ذمّہ سے یہ سُنّت اُتر جائے گی اور کوئی گنہگار نہ ہوگا۔ اور بعض کے کلام سے یہ پایا جاتا ہے کہ اگر ہر ایک محلّے کے بعض اشخاص پڑھیں گے تو باقی اہل محلّہ گنہگار نہ ہوں گے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اگر شہر کی ہر ایک مسجد میں بعض اہلِ مسجد پڑھ لیں گے تو سُنّت ادا ہو جائے گی' کوئی گنہگار نہ ہوگا۔ ورنہ سب گنہگار رہوں گے۔ طحاوی میں پہلے قول کو ترجیح دی ہے اور ردالمحتار نے دوسرے قول کو۔ اور یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگر پہلے قول کو ترجیح دی جائے تو احتمال قوی ہے کہ اکثر اہلِ شہر جماعت تراویح کی نسبت بہت سُست اور کاہل ہو جائیں گے اور اس شعار اسلام کا ظہور بہت ہی کم ہو جائے گا' اور اگر تیسرے قول کو اختیار کیا جائے تو بے فائدہ تفریق جماعت ہے اور اس شعار کی شوکت میں کمی کرنا ہے کیونکہ تھوڑے آدمی ہر ایک مسجد میں نظر آئیں گے۔ خصوصاً اس زمانہ میں کہ نمازیوں کی قلّت اور مسجدوں کی کثرت ہے۔ بہر حال دوسرا قول اوسط درجہ میں ہے اور **خیر الامور اوسطھا** کا مصداق ہے۔ واللہ اعلم

مسئلہ: تراویح کی جماعت مسجد میں ادا کرنا افضل ہے کیونکہ اس میں علاوہ ثواب جماعت کے مسجد کا ثواب بھی ملے گا اور جماعت بھی زیادہ ہوگی اور اس شعار اسلام کا اظہار بھی اچھی طرح ہوگا۔ بعض صاحب قرآن شریف ایسا پڑھتے ہیں کہ کہیں کہیں

سوائے یعلمون اور تعلمون کے کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ایسے اشخاص اس شعر کے مصداق ہوتے ہیں:

گرتو قرآں بدیں نمط خوانی...... ببری رونق مسلمانی

پھر نہ قومہ ہے' نہ جلسہ ہے' نہ بعد چار رکعت کے جلسۂ استراحت ہے' غرضیکہ امام صاحب نے ریل کا انجن چھوڑ رکھا ہے کہ بغیر چوکی آئے دم نہیں لیتا' ایسے پڑھنے سے نہ امام کو ثواب ملے اور نہ مقتدیوں کو بلکہ گنہگار ہوتے ہیں۔فقہاء کہتے ہیں کہ تراویح میں بین بین پڑھنا چاہیئے' نہ ایسا ٹھہر کے پڑھے جیسا فرضوں میں پڑھتے ہیں' نہ ایسا جاری کہ مقتدیوں کی سمجھ میں نہ آئے۔بعض صاحب اگر کچھ ٹھہر کے پڑھتے ہیں تو غلط پڑھتے ہیں۔ایسے امام کو معیّن کریں کہ قرآن شریف اچھا پڑھتا ہو اور مسائل ضرورت بھی واقف ہو۔اگر حیلے سے مسجد کی جماعت چھوڑ دیں گے تو اس شعارِ اسلام کے ظہور میں کمی ہو جائے گی اور مسجد کے ثواب سے بھی محروم رہیں گے۔واللہ الموفق

مسئلہ: اگر محلّے کی مسجد میں امام اچھا نہ پڑھتا ہو تو وہاں پڑھنا چھوڑ دے اور جہاں اچھا پڑھنے والا ملے وہاں جا کر سُنے۔اسی طرح اگر امام زیادہ پڑھتا ہے کہ مقتدی کو اُس قدر سُننا گراں گزرتا ہے تو اُسے محلے کی مسجد کو چھوڑ کر دوسری جگہ جانا درست ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ: حافظ کو اُجرت دے کر پڑھوانا مکروہ ہے جیسا کہ اس زمانہ میں بعض مقام پر رواج ہے اور اگر پہلے سے کچھ مقرر نہیں کیا اور بعد ختم کے کچھ دے دیا تو مضائقہ نہیں بلکہ ثواب ہے۔(ماثبت بالسنۃ۔عالمگیری)

مسئلہ: افضل یہ ہے کہ تراویح کی بیسوں رکعتیں ایک امام پڑھائے اور اگر دو امام پڑھائیں تو مستحب یہ ہے کہ بعد چار یا آٹھ یا بارہ یا سولہ رکعت کے امام بدلا جائے۔

(عالمگیری)

نے فرمایا) اس ماہِ مُبارک کا ابتدائی حصّہ رحمت ہے اور درمیانی حصّہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی ہے۔ (اس کے بعد آپ نے فرمایا) اور جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام وخادم کے کام میں تخفیف اور کمی کردے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے دے گا۔ (مشکوٰۃ کتاب الصوم)

حضرت معاذ بن زہرہ تابعی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار فرماتے تھے تو کہتے تھے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ

اے اللہ! میں نے تیرے ہی واسطے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔ (سنن ابی ابوداؤد)

شبِ قدر کی خاص دُعا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راویت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے بتایئے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کون سی رات شبِ قدر ہے تو میں اس رات اللہ سے کیا عرض کروں اور کیا دعا مانگوں ؟

آپ نے فرمایا یہ عرض کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے میرے اللہ! تو بہت معاف فرمانے والا اور بڑا کرم فرما ہے اور معاف کر دینا تجھے پسند ہے۔ پس تو میری خطائیں معاف فرمادے۔

(مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

نماز سب وظیفوں کا مجموعہ ہے

دن اور رات میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں' اور نماز کی دن اور رات میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَمَضَان المبارک اور شبِ قدر کے احکام و مسائل

بفیضانِ نظر:

فیضانِ مفتی اعظم

شیخ الحدیث ابو العلاء محمد عبد اللہ قادری اشرفی

ناظم دار العلوم جامعہ حنفیہ (رجسٹرڈ) قصور

مصنف:

محمد بشیر القادری، بیگ پوری تحصیل و ضلع قصور

روپیہ حاصل کرنے کیلئے گیارہ مہینے بہت ہیں، اگر ایک ماہ صرف دن میں ہوٹل بند رکھے جائیں گے تو ان کی روزی میں انشاء اللہ کسی قسم کی کمی نہ آئے گی۔ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ اس ماہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر بہ نظر انصاف دیکھا جائے تو دن میں ہوٹل والوں کو کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ سحری وافطاری کے وقت جو آمدنی ہوتی ہے وہ دن کی آمدنی سے کم نہیں ہوسکتی۔

۲۔ نیز شربت اور پان سگریٹ کی دوکان کرنے والوں کو بھی چاہیے کہ وہ ماہِ مبارک کا احترام کریں اور دن میں اپنی دوکان بند رکھیں۔

۳۔ ہر مسجد میں تراویح کی جماعتیں باقاعدگی کے ساتھ ہونی چاہئیں۔ ہر محلہ کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ نمازِ تراویح کیلئے حُفّاظ کی خِدمات حاصل کریں۔

رَمضانُ المُبارک کی اِسلامی خصُوصیات

اور اُس کے احکام ومسائل

رَمضانُ المُبارَک کا خُطبَہ

رحمتِ عالم نُورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ماہِ شعبان کی آخری تاریخ میں خُطبہ دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

اے لوگو! عنقریب تمہارے پاس ایک عظیم برکت والا مہینہ آرہا ہے' جس میں شبِ قدر ہوگی جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض فرمائے اور اس کی رات میں نماز پڑھنا سُنّت ۔ جو شخص اس مہینے میں نیکی کا کام کرے گا تو اتنا ثواب پائے گا جتنا دوسرے مہینوں میں فرض ادا کرنے پر ملتا ہے اور جس نے اس مہینے میں فرض ادا کیا تو اِتنا ثواب ملے گا کہ جتنا دوسرے مہینے میں ستّر فرض ادا کرنے پر ملتا ہے' یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنّت ہے اور یہ مہینہ مال وجسم کے ساتھ غمخواری کرنے کا ہے اور اس مہینے میں مومن کا رزق زیادہ کردیا جاتا ہے' جو اس مہینے میں روزہ دار کا روزہ کھلوائے تو اس کے گناہوں کیلئے مغفرت ہے اور اس کی گردن آگ سے آزاد کردی جائے گی اور روزہ کھلوانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا کہ روزہ رکھنے والے کو بغیر اس کے کہ اس کے اجر میں سے کچھ کم ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا' جس سے روزہ کھلوائے ۔ اِرشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اُس شخص کو بھی عطا فرمائے گا جو ایک گھُونٹ پانی یا ایک گھُونٹ دُودھ یا ایک کھجور سے روزہ کھلوائے اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا' اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے پلائے کہ کبھی پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ جنّت میں داخل ہوجائے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ اس

بے ہوش ہو گئے۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا گیا' وحی آئی اور غروب آفتاب سے آخر شب تک کھانا پینا حلال کر دیا گیا۔ (تفسیر احمدی وغیرہ)

روزہ تین قسم کا ہوتا ہے:

اوّل: عام لوگوں کا روزہ: وہ یہ ہے کہ کھانا پینا اور جماع کرنا ترک کر دیا جائے۔

دوم: خاص لوگوں کا روزہ: وہ یہ ہے کہ کان' آنکھ' زبان' ہاتھ پاؤں اور باقی اعضاء کو گناہوں سے محفوظ رکھے۔ ان کی تکمیل چھ چیزوں سے ہوتی ہے۔ پہلی یہ کہ آنکھ کو مذموم و مکروہ اور ہر اس چیز سے بچائے جو ذکرِ الٰہی سے رُوکتی ہو۔ نبی کریم علیہ الصَّلوٰۃ والتَّسلیم فرماتے ہیں "بُری چیز شیطان کے زہر آلود تیروں سے ایک ہے جو بُری نظر کو خوف الٰہی سے چھوڑے گا تو اللہ تعالیٰ ایسا ایمان عطا فرمائے گا جس کی حلاوت قلب میں محسوس ہوگی"۔

دوم: یہ کہ زبان کو بکواس' جھوٹ' غیبت' فحش گوئی سے محفوظ رکھے۔ حضور علیہ الصَّلوٰۃُ والسَّلام کے عہدِ پاک میں دو عورتوں نے روزہ رکھا' دن کے آخری حصّہ میں بھوک اور پیاس نے اس قدر ستایا کہ جان پر بن گئی۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آدمی بھیج کر روزہ توڑنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے ایک پیالہ بھیجا اور حکم دیا کہ جو کچھ اِن دونوں نے کھایا ہے' اس کو اس پیالے میں قے کر کے نکال دیں۔ چنانچہ ایک نے قے کی تو قے میں آدھا خالص تازہ خون تھا اور آدھا تازہ گوشت اور دوسری عورت نے بھی اسی طرح قے میں خون اور گوشت ڈالا۔ لوگوں کو اس سے تعجّب ہُوا تو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِن دُونوں عورتوں نے روزہ رکھا اور اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کے استعمال سے اپنے آپ کو بچایا مگر اس کی حرام کی ہوئی چیزوں کا ارتکاب کیا۔ ان میں سے ایک دوسرے کے پاس جا کر بیٹھی اور دُونوں نے مِل کر لوگوں کی غیبت کی۔ کسی آدمی کی غیبت کرنا' اس کا گوشت کھانا ہے۔ یہ گوشت جو قے میں نکلا وہی غیبت ہے۔

سوم: یہ کہ کان کو ہر مکروہ اور ناجائز آواز کے سُننے سے بچائے۔ اگر کسی مجلس میں غیبت ہوتی ہو تو وہاں سے اُٹھ جائے' ورنہ یہ بھی گنہگار ہوگا۔ حدیث میں فرمایا کہ غیبت کرنے والا اور سُننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔

چہارم: یہ کہ بقیہ اعضاء کو گناہوں سے اور پیٹ کو مُشتبہ کھانے سے محفوظ رکھے۔

پنجم: یہ کہ بروقتِ افطار اتنا نہ کھائے کہ پیٹ تن جائے کہ ایسا پیٹ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض تر ہے۔ علاوہ ازیں روزے کا فائدہ جو کہ کسرِ شہوت تھا' اصل صورت میں حاصل ہوگا۔

ششم: یہ کہ افطار کے بعد قلب' خوف اور اُمید کے درمیان رہے۔ کیا معلوم کہ اس کا روزہ اللہ کے نزدیک مقبول ہوا اور یہ مقربین سے ہوگیا یا اس کا روزہ درجہ مقبولیت کو نہ پہنچا اور یہ مردود بارگاہ ہوا۔

ہفتم: خالص الخالص حضرات کا روزہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا تمام باتوں کے علاوہ قلب دُنیوی خیالات سے پاک رہے اور قلب میں ماسوا اللہ کا خیال نہ آنے پائے۔ ایسا روزہ انبیاء' صدیقین اور مقربین کا ہوتا ہے' کسی بزرگ نے اسی چیز کو اپنے الفاظ میں یوں فرمایا اَلدُّنْیَا یوم ولنا فیھا صوم دُنیا کی عُمر ایک دِن ہے اور ہم اس میں روزے سے ہیں۔ (احیاء العلوم)

رمضان کے روزے کا احترام:

اولیائے کرام میں بعض قدسی نفوس ایسے گزرے ہیں' جنہوں نے زمانۂ شیر خوارگی میں بھی ماہِ رمضان کا احترام فرمایا ہے۔ مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ بعد تحصیل کمالات جب اپنے مکان پر تشریف لائے تو آپ کے والد بزرگوار میر سید احمد نامی زندہ

عبدالقادر جیلانی قدس سرہ السامی نے بھی ماہِ رمضان المبارک آنے پر دن میں دودھ پینا ترک فرمادیا تھا۔ (سبع سنابل شریف وغیرہ)

ایک مجوسی نے اپنے لڑکے کو دیکھا کہ رمضان المبارک میں مسلمانوں کے سامنے کچھ کھا رہا ہے۔ اِس بناء پر اُس کو مارا اور کہا کہ مُسلمانوں کے سامنے رمضان کے احترام کا لحاظ نہ کیا۔ اسی ہفتہ میں اس مجوسی کا انتقال ہوگیا۔ ایک عالِم باعمل نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنّت میں ہے، حیرت سے فرمایا کہ کیا تو مجوسی نہ تھا؟

کہاں ہاں، مگر موت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اسلام سے مشرّف فرمایا۔ اس لئے کہ میں نے ماہِ رمضان کا احترام کیا تھا۔ (نزہۃ المجالس)

تراویح

مسئلہ: مرد عورت سب کیلئے بالاجماع سُنّتِ مؤکدہ ہے۔

تراویح اِس کا ترک جائز نہیں۔ (دُرِمختار وغیرہ) اِس پر خُلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے مداومت فرمائی اور سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری سُنّت اور خُلفائے راشدین کی سُنّت کو اپنے اُوپر لازم سمجھو۔

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، دوسری فصل)

اور خُود حضور نے بھی تراویح پڑھی اور اسے بہت پسند فرمایا جیسا کہ سابق میں امام بخاری۔ (کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان) کی بیان کردہ حدیث سے ظاہر ہے لیکن اس اندیشے سے کہ اُمّت پر فرض نہ ہو جائے، ترک بھی فرمائی۔ پھر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ رمضان میں ایک رات مسجد میں تشریف لے گئے اور لوگوں کو مُتفرق طور پر نماز پڑھتے پایا، کوئی تنہا پڑھ رہا ہے، کسی کے ساتھ کچھ لوگ پڑھ رہے ہیں۔ فرمایا، میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان سب کو ایک امام کے ساتھ جمع کردوں تو بہتر ہے۔ چنانچہ سب

عید کا شرعی پروگرام

عید کا چاند:

جب آپ کو عید کا چاند نظر آئے تو پہلے تین بار اللہ اکبر کہے اور اس کے بعد یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ

ترجمہ: اے اللہ اس چاند کو ہم پر اس طرح طالع رکھیو کہ ہم آفاتِ نفس اور حوادثِ دہر سے امن و امان میں رہیں اور سلامتی ایمان و قلب اور پابندئ احکامِ الٰہی کے ساتھ زندہ رہیں۔ اے چاند تجھ کو عدم سے وجود میں لا کر زندہ رکھنے والا صرف اللہ ہے۔

چاند دیکھنے کے بعد مغرب کی نماز اُسی جذبے اور اخلاص کے ساتھ ادا کیجئے، جس طرح کہ رمضان المبارک میں ادا کرتے تھے۔ پھر عشاء کی نماز پڑھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و صلوٰۃ پڑھتے ہوئے سو جائیے۔ صبح اُٹھئے اور فجر کی نماز با جماعت ادا کیجئے۔

عید کی سُنتیں:

عید کے دن، غسل، مسواک کرنا، عُمدہ قسم کی خوشبو لگانا، نفیس ترین کپڑے پہننا، عیدگاہ کو پاپیادہ جانا، ایک راستے سے جانا، دوسرے راستے سے واپس آنا۔ عید الفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا سُنت ہے۔

مُستحبّات:

عید کے دن صدقہ کی کثرت کرنا، عزیز و اقربا، دوست و احباب سے ملنا، مبارک باد دینا، خُوشی کا، مسرّت کا اظہار کرنا، مصافحہ اور معانقہ کرنا اور راستہ میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد پڑھنا مستحب ہے۔

شبِ قدر جسے اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کے حسین و جمیل خطاب سے نوازا' وہ رات جو قرآنِ مجید کو اپنی آغوش میں لے کر نازل ہوئی' وہ رات جو گنہگاروں کو نجات و مغفرت کا مژدہ سناتی ہے' وہ رات جس کے ماہِ کامل کی گواہی میں انسانوں کی قسمت کے فیصلے ہوتے ہیں' وہ رات جس کے پردے میں ستار العیوب شرمِ عصیاں کی لاج رکھتا ہے' وہ رات جس کی پنہائیوں میں رحمت الٰہی سائلوں کو تلاش کرتی ہے' وہ رات جس میں فرشتوں کا نزول اس کثرت سے ہوتا ہے کہ زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو جاتی ہے' وہ رات جو ہزار مہینوں کی عبادت سے اعلیٰ و افضل ہے' وہ رات جس میں رُوح الامین حضرت جبرائیل علیہ السّلام ستّر ہزار فرشتوں کے ساتھ چار نُورانی جھنڈے لئے ہوئے زمین پر اُترتے ہیں۔ پہلا جھنڈا کعبہ شریف پر' دُوسرا گنبد خضریٰ مقدسہ پر' تیسرا بیت المقدس پر' چوتھا طُورِ سینا پر نصب کرتے ہیں۔ اس کے بعد فرشتوں کو زمین پر پھیل جانے کا حکم دیتے ہیں۔ یہ فرشتے ہر مسلمان مومن کے گھر اور مسکن میں داخل ہو کر عبادت کرنے والوں کو نجات و مغفرت کا مُژدہ سناتے ہیں۔ شب بیداروں سے مصافحہ و معانقہ کرتے ہیں اور طلوعِ فجر تک یہ اَنوار و برکات کا سلسلہ قائم رہتا ہے۔

شبِ قدر افعال و اعمال کے احتساب کی رات ہے' آیئے ہم سچے دِل سے اپنے اعمال و کردار' حالات و کوائف کا جائزہ لیں کہ ہم نے اب تک اپنے دلوں کو اسلامی تعلیمات سے کِس قدر رُوشن و منور کیا' ہم منہیات شرعیہ سے کس حد تک تائب ہوئے' ہم نے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خُوشنودی کیلئے اپنی زندگی کے کتنے لمحات وقف کئے ہیں۔ بندگان خُدا کی خدمت کیلئے ہمارے اعضاء و جوارح کتنی مرتبہ حرکت میں آئے۔

حضرات اگر ہمارا ضمیر مجرم نہ ہو' اگر ہم نفسِ امارہ کے فریب میں مُبتلا نہ ہوں' اگر ہمارے قلب کی دھڑکنیں کتمانِ حقیقت کی مُجرمانہ کوششیں نہ کریں تو ہمیں شرم و

تمہارے لئے یہ رات ان ہزار مہینوں سے بھی افضل و اعلیٰ ہے۔(غنیۃ الطالبین)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں نے پہلی اُمّت کے لوگوں کی عُمریں اور اعمالنامے ملاحظہ فرمائے' مجھے اِن میں اپنی اُمّت کی عُمریں کم دکھائی دیں' میں نے محسوس کیا کہ عمر کی کمی کے باعث میری اُمّت کے لوگ پہلے لوگوں کے برابر عمل نہ کرسکیں گے تو مَیں نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کی' اس پر اللہ تعالیٰ نے میری اُمّت کو شبِ قدر سے نوازا اور فرمایا:

''لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ'' کہ اس رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بھی افضل و اعلیٰ ہے۔(غنیۃ الطالبین)

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا اِرشاد ہے کہ شبِ قدر آنے پر جبریل علیہ السّلام کو حکم ملتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور سِدرۃُ المنتہیٰ کے فرشتوں کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ اس حکم پر حضرت جبریل علیہ السّلام بمعہ ستّر ہزار فرشتوں کے زمین پر اُترتے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں نُور کے جھنڈے ہوتے ہیں۔ جبریل علیہ السّلام یہ جھنڈے اِن چار مقامات پر گاڑ دیتے ہیں۔

۱۔ خانہ کعبہ کے قریب

۲۔ گُنبدِ خضریٰ کے قریب

۳۔ بیت المقدس کے قریب

۴۔ مسجدِ طُورِ سیناؑ کے قریب۔

پھر حضرت رُوح الامین فرشتوں کو اِدھر اُدھر پھیل جانے کا حکم دیتے ہیں۔ تب وہ فرشتے ہر گھر' مکان' حجرے' مسجد' دکان' جنگل' کشتی' پہاڑ غرضیکہ جہاں کہیں بھی کوئی مومن مرد یا عورت ہو پہنچ جاتے ہیں اور اُنہیں سلام کہتے ہیں اور ان سے مصافحہ و معانقہ

کرتے ہیں اوران کی دُعاؤں پر آمین کہتے ہیں اور خُود بھی اُمّت محمدیہ کی نجات ومغفرت کی دُعائیں کرتے ہیں۔ لیکن یہ فرشتے ان گھروں میں داخل نہیں ہوتے جن میں کُتّا، سور، شراب، زانی یا زانیہ یا تصویر ہو، تمام رات یہی حال رہتا ہے حتیٰ کہ صُبح ہوجاتی ہے۔

انتباہ:

مسلمانوں کے کتنے گھر ایسے ہیں، جن میں خیالی زیب وزینت کی خاطر تصویریں لٹکائی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی نعمت ورحمت سے اپنے کومحروم کرتے ہیں۔ تصویر لٹکانے والا ایک آدھ ہی ہوتا ہے لیکن اس گھر میں رحمت کے فرشتوں کے روکنے کا سبّب بن کر سارے گھر کو اپنے ساتھ محروم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی باتوں سے محفوظ رکھے۔ آمین بحرمتِ سیّد المرسلین علیہ الصّلوٰۃ و التسلیم

پھر حضرت جبریل علیہ السّلام آواز دیتے ہیں کہ ''اے گروہِ اولیاء! اب یہاں سے کُوچ کرو۔ اس وقت وہ فرشتے پوچھتے ہیں کہ اے جبریل علیہ السّلام اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کی کون کون سی حاجتیں پوری فرمائی ہیں؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اُمّتِ محمدیہ پر رَحمت کی نظر کی ہے اوران کے گناہ معاف فرما کر انہیں بخش دیا ہے لیکن چار آدمی اس نعمت سے محروم رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ چار آدمی یہ ہیں۔

۱۔ ہمیشہ شراب پینے والا
۲۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا
۳۔ سلسلہ رحم قطع کرنے والا
۴۔ مسلمان سے تعلّق توڑنے والا

پھر جب یہ فرشتے واپس اپنے مقام پر پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ حالانکہ جانتا ہے تاہم پوچھتا

تو اُسے سات دفعہ دھونا چاہیئے۔ پہلی دفعہ مٹّی سے صاف کرے، اور پھر پانی سے، سورہ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ میں سلام تک ستائیس حروف ہیں۔ حضرت ایّوب علیہ السّلام بھی مصیبت میں سات برس تک گرفتار رہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمّت کے شہید بھی سات قسم کے ہوں گے۔

(۱) جو خُدا کی راہ میں مارے گئے۔

(۲) وہ جو طاعون کی بیماری سے مریں۔

(۳) وہ جو سِل کی بیماری سے مریں۔

(۴) جو پانی میں ڈُوب کر مریں۔

(۵) جو آگ میں جَل کر مریں۔

(۶) جو اسہال یا دستوں سے مریں۔

(۷) اور وہ عورت جو نفاس کی حالت میں مرجائے۔ (غنیۃ الطالبین)

اس بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ اکثر چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے سات کے حساب سے بنایا ہے۔ اگر شبِ قدر ماہِ رمضان کے آخری عشرہ میں ہے تو اُوپر کے بیان سے یہ استدلال ہوتا ہے کہ وہ ستائیسویں تاریخ کو ہی ہوگی۔

ہِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ میں "ہِیَ" کا لفظ ستائیس حروف کے بعد میں آتا ہے۔ اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شبِ قدر ماہِ رمضان کی ستائیسویں تاریخ کو ہوتی ہے۔

شبِ قدر کی علامتیں

شبِ قدر کی علامت یہ ہے کہ اس میں نہ زیادہ سردی ہوتی ہے اور نہ گرمی بلکہ موسم معتدل ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس رات میں کُتّے کی آواز بھی سُنائی نہیں دیتی۔ اس

تَعۡجِیۡلِ اِفۡطَار

مولانا ابوالفیضان محمد عبدالرحمٰن نوری

لُغت عربی میں صَوم (روزہ) کا معنی امساک (رُکنا) ہے اور عرفِ شرع میں مسلمان اہلِ عبادت (کہ عورت حیض ونفاس سے پاک ہو) کا بنیّتِ عبادت صُبح صادق سے غروبِ آفتاب تک اپنے کو کھانے پینے اور جماع سے پاک رکھنا ہے۔ چنانچہ کفایہ شرح ہدایہ ص ۲۳۳، جلد ۲، میں ہے۔

وَفِی الشَّرۡعِ عِبَارَۃٌ عَنۡ تَرۡکِ الۡاَکۡلِ وَالشُّرۡبِ وَالۡجِمَاعِ مِنَ الصُّبۡحِ اِلٰی غُرُوۡبِ الشَّمۡسِ بِنِیَۃِ التَّقَرُّبِ مِنَ الۡاَھۡلِ بِاَنۡ یَکُوۡنَ مُسۡلِمًا طَاھِرًا مِنۡ حَیۡضٍ وَ نِفَاسٍ۔

اور غروبِ شمس سے مراد قرصِ خُورشید کے مکمل چُھپ جانے کے مُتصل بعد کا زمانہ ہے۔ چنانچہ فتاویٰ شامی ص ۳۷۱، جلد ۲، حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی ص ۳۸۲ میں ہے۔ والنظم منھا۔

ھُوَ اَوَّلُ زَمَانٍ بَعۡدَ غَیۡبُوۡبَۃِ تَمَامِ جِرۡمِ الشَّمۡسِ بِحَیۡثُ تَظۡھَرُ الظُّلۡمَۃُ فِیۡ جِھَۃِ الۡمَشۡرِقِ

وہ (غروبِ شمس) سُورج کی تمام جسامت کے غائب ہو جانے کے بعد کا پہلا وقت ہے۔ اس طرح کہ اُفقِ مشرق سے رات کی سیاہی نمودار ہو۔

کیونکہ رات کی اوّل جزء معیارِ روزہ سے باہر ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیۡلِ. (پارہ ۲، سورہ البقرہ، ع ۷، آیت ۱۸۷)

پھر رات آنے تک روزے پورے کرو۔

قائدہ مُسلمہ ہے کہ کلمۂ اِلٰی کا مَابَعد اگر اس کے مَاقبل کی جنس سے نہ ہو تو اس (الیٰ)

۲۔ جب سُورج چُھپ گیا تو روزہ دار خُود بخود ہی مفطر کے حکم میں ہوگیا۔ چنانچہ فتاویٰ شامی جلد۲، ص ۳۷۱، طحاوی علی المراقی ص ۲۸۲، فتح الباری جلد۴، ص ۱۹۷ میں ہے:

صَارَ مُفْطِرًا فِی الْحُکْمِ لِاَنَّ اللَّیْلَ لَیْسَ ظَرْفًا لِلصَّوْمِ

یعنی روزہ دار خُود بخود مفطر کے حکم میں ہوگیا کیونکہ رات روزہ کیلئے ظرف نہیں۔

یہاں قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ حدیثِ پاک مذکورہ بالا میں تین امور مذکور ہیں۔

۱۔ اقبال لیل

۲۔ ادبار نہار

۳۔ غروب شمس

روزہ تاخیر سے افطار کرنے کے شائقین نے ان تینوں امور کی خُود ساختہ تشریح کر کے علیٰحدہ علیٰحدہ احکام اور وقت بنا رکھے ہیں کہ غیوب شمس میں نہ اِفطاری جائز ہے نہ نماز مغرب۔ غروبِ شمس میں مغرب کی نماز جائز روزہ افطار کرنا ناجائز۔ اور اقبال لیل میں افطاری اور نماز دونوں جائز ہیں۔ یہ تشریح خلافِ حقیقت اور غیر مُسلّم ہے۔

کیونکہ محققین کے نزدیک یہ تینوں امور ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں۔ چنانچہ عون المعبود جلد۲، ص ۲۷۷، تحفۃ الاحوذی جلد۲، ص ۳۷، فتح الباری جلد۴، ص ۱۹۷، شرح مسلم للنووی جلد۱، ص ۳۵۱، عمدۃ القاری جلد۱۱، ص ۴۳ میں بالفاظ متقاربہ ہے۔ والنظم منہ

وَالْاِقْبَالُ وَالْاِدْبَارُ وَالْغُرُوْبُ مُتَلَازِمَۃٌ لِاَنَّہٗ لَا یُقْبِلُ اللَّیْلُ اِلَّا اِذَا اَدْبَرَ النَّھَارُ وَلَا یُدْبِرُ النَّھَارُ اِلَّا اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ.

لِطَالِبِ الشَّرِ مَوْقَعَ الْهَزَلِ : : وَاطْلُبْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِنْهُ الْفَضْلَ : : اِرَادَةً مِنْهُ
لِعَمَلِي الْبَدَلِ : : وَجَعَلًا لِهٰذَا بِغَيْرِ الْاَمَلِ : : بِرَحْمَتِهٖ وَبِكَرَمِهٖ الَّذِيْ قَدْ كَمَلَ : :

امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ۞

آیت مستدل بہ مکمل اس طرح ہے۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ
تمہارے لئے رمضان کی راتوں میں عورتوں سے انتفاع حلال کر دیا گیا وہ
لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا
تمہارا لباس ہیں اور تم اُن کا لباس ہو اللہ جانتا ہے کہ تم اپنے آپ سے خیانت کرتے تھے
عَنْكُمْ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى
تو اُسنے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف کر دیا۔ تو اب تم ان سے مباشرت کرو اور
يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ
چاہو وہ جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا اور کھاؤ اور پیو حتّٰی کہ تمہارے لئے سیاہ دھاگے سے
اِلَى الَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ
سفید دھاگہ ظاہر ہو جائے فجر کو پھر تم روزوں کو رات تک پورا کرو اور اعتکاف مسجدوں
فَلَا تَقْرَبُوْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾
میں کرنے کی حالت میں ان سے جماع نہ کرو یہ اللہ کی حدیں ہیں تو انکے قریب مت
جاؤ اللہ اسی طرح لوگوں کے لئے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے تا کہ وہ تقوی اپنائیں (بقرہ ۱۸۷)

قرآن پاک کو سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ زبان عرب پر دسترس قوی حاصل ہو
گرائمر وضرب الامثال کے علاوہ فصاحت، بلاغت و معانی لغت سمجھنے میں دوت نہ ہو

مَقْصُوْدِ الْاِعْتِكَافِ وَهُوَ التَّخَلِّيْ عَنِ الْاَزْوَاجِ وَمُتَعَلِّقَاتِ الدُّنْيَا وَشِبْهُ ذَالِكَ اَوْلَانَّهُنَّ ضَيَّقْنَ الْمَسْجِدَ بِاَبْنِيَتِهِنَّ وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ دَلِيْلُ صِحَّةِ اعْتِكَافِ النِّسَاءِ لِاَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَذِنَ لَهُنَّ اِنَّمَا مَنَعَهُنَّ بَعْدَ ذَالِكَ لِعَارِضٍ (مسلم ج اول حاشیہ امام نووی صفحہ ۳۷۱ تا ۳۷۲)

یہ کلام (خیمہ اکھاڑنا اور اعتکاف نہ کرنا) ان کے فعل کے لئے انکار ہے......
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف ہوا کہ وہ کہیں اعتکاف میں بے خلوص ہو جائیں کیونکہ وہ حضور کے قرب کا ارادہ رکھتی تھیں ......تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا مسجد سے چمٹ جانا پسند نہ آیا کہ لوگ آپ کے پاس جمع ہوتے تھے اور دیہاتی اور منافق حاضر ہوتے اور ازواج مطہرات آنے جانے کی حاجت مند ہوتیں کیونکہ نسوانی عوارض کے سبب ان کو ایسا کرنا پڑتا۔

یا اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ آپ نے ان کو اپنے پاس مسجد میں دیکھا تو یہ ایسے ہی ہوا جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں ازواج کے ساتھ ہوں اس سے اعتکاف کا جو اہم مقصود ہے وہ فوت ہو جاتا کیونکہ وہ عورتیں اور دنیا کے متعلقات وغیرہ سے تخلیہ ہے یا اس لئے کہ انہوں نے مسجد کو اپنے خیموں سے تنگ کر دیا تھا اور اس حدیث میں عورتوں کے اعتکاف کی دلیل ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ان کو اجازت دی اور بے شک وشبہ عارضہ کی وجہ سے بعد میں منع کر دیا۔

اس خط کشیدہ آخری لائن کو بار بار مطالعہ کریں سمجھ لیں کہ منع کرنا قوی ہے کیونکہ اسے صاحب حاشیہ نے انما کلمہ حصر سے ذکر کیا ہے جس کا مفہوم ہے کہ مابعد کلام میں حقیقت ہی ہے خلاف حقیقت کچھ نہیں منع پر کلمہ حصر ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ کام کا

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ قَالَ: فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ اَنِسَاءُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ مُنِعْنَ الْمَسْجِدَ قَالَتْ: نَعَمْ.

(۴ سندوں سے مسلم جلد ا صفحہ ۱۸۳؛ ابوداؤد صفحہ ۹۱ جلد ا؛ بخاری باب خروج النساء الی المسجد الخ صفحہ ۱۲۰ جلد ا)

عبدالرحمٰن کی بیٹی عمرہ سے یحییٰ روایت کرتے ہیں کہ عمرہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہا سے سنا آپ فرمارہی تھیں اگر یقیناً حضور عورت کے حوادث کو دیکھتے تو انہیں مسجد سے روک دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتیں مسجد سے روک دی گئیں، یحیی نے کہا: میں عمرہ سے پوچھا کیا بنی اسرائیل کی عورتیں مسجد سے روک دی گئی تھیں؟ تو عمرہ نے کہا: ہاں۔

۱۰۔حدیث: رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ بِسَنَدِهٖ فِی التَّمْهِیْدِ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّهَا النَّاسُ اِنْهَوْا نِسَائَكُمْ عَنْ لُبْسِ الزِّیْنَةِ وَالتَّبَخْتُرِ فِی الْمَسَاجِدِ فَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ لَمْ یُلْعَنُوْا حَتّٰی لَبِسَ نِسَائُهُمُ الزِّیْنَةَ وَتَبَخْتَرُوْا فِی الْمَسَاجِدِ (زجاجۃ المصابیح صفحہ ۵۸۶ جلد ا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے لوگو! اپنی عورتوں کو مسجدوں میں سنگار سے اور متکبرانہ چلنے سے روکو! کیونکہ بنی اسرائیل پر اسی وقت لعنت کی گئی جب ان کی عورتوں نے مسجد میں زینت اور انہوں نے متکبرانہ چال کو اختیار کیا۔

غور طلب بات یہ ہے کہ ہر عورت بناؤ سنگھار کو پسند کرتی ہے اور آجکل اکثر

عورتیں سرِ بازار بے پردہ پوری زیب و زینت سے پھرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ جو کہ فتنہ کا سبب ہے اور جب عورتوں کو مسجد میں اعتکاف کی اجازت دے دی جائے تو اسی وجہ سے کئی فتنے اُبھر یں گے نیز زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اعتکاف کا ثبوت برائے نساء ہے تو صرف نساء نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں کسی اور کے اعتکاف کا ذکر محدثین نے نہیں کیا اور ازواجِ مطہرات حضور سے قُرب کے لئے اعتکاف کرتی تھیں جیسا کہ مسلم پر حاشیہ نووی سے نقل کیا جا چکا۔ اور جتنی احادیث معترض نے نقل کیں ان میں ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کا ذکر ہے کسی اور کا نہیں۔ لہٰذا شارحین نے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قُرب کا قول کیا ہے وہ درست ہے کیونکہ کوئی بھی عورت خاوند سے دُوری تھوڑے وقت کے لئے بھی برداشت نہیں کرتی۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے ایک باب بخاری میں ذکر کیا ہے جس میں عورتوں کے مسجد سے جلد پلٹنے اور ان کے مسجد میں کم قیام کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۱۔ حدیث: بَابُ سُرْعَةِ انْصِرَافِ النِّسَاءِ مِنَ الصُّبْحِ وَقِلَّةِ مَقَامِهِنَّ فِي الْمَسْجِدِ ...... كَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ بِغَلَسٍ فَيَنْصَرِفْنَ نِسَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ اَوْلَا يَعْرِفُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۲۰)

باب عورتوں کا نماز صبح سے جلد واپس ہونا اور مسجد میں ان کے قیام کا کم ہونا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح اندھیرے میں پڑھاتے تھے تو مومنین کی عورتیں پلٹ جاتیں کہ اندھیرے کی وجہ سے انہیں پہچانا نہ جاتا تھا یا وہ ایک دوسرے کو پہچانتی نہ تھیں۔

ایسی احادیث کی کثیر تعداد موجود ہے جس سے عورتوں کا مسجد میں کم ٹھہرنا ثابت ہے اعتکاف کی صورت میں تو دس دن ٹھہرنا ہوگا جو کہ کسی بھی صورتِ کراہت سے

خالی نہیں۔

۱۲۔حدیث: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ صَلٰوةُ الْمَرْءَةِ فِیْ بَيْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِیْ حُجْرَتِهَا وَصَلٰوتُهَا فِیْ مَخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِیْ بَيْتِهَا (زجاجۃ المصابیح جلد۱صفحہ۵۸۶؛ ابوداؤد جلد۱صفحہ۹۱)

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت کی نماز اس کے گھر میں اس کے حُجرہ میں پڑھی ہوئی نمازوں سے افضل ہے۔

ایک ہے گھر کا احاطہ دوسرا اس کے کمرے تیسرے ان کمروں میں کوئی چھوٹی جگہ جو بنائی جائے اسے مخدع کہتے ہیں۔

تو جب نماز گھر کے مخدع میں افضل ترین ہے تو اعتکاف گھر کے کمرے اور پھر احاطے کو بھی چھوڑ کر مسجد میں کیسے زیادہ ثواب والا ہوسکتا ہے؟

اس حدیث سے عورتوں کی نماز گھر میں زیادہ افضل بتائی گئی اور خیموں والی حدیث سے اعتکاف مسجد میں نہ کرنے کا ثبوت ہے اب کوئی اس کے خلاف کر کے فتنہ کرتا ہے تو واضح ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ فتنہ قتل سے اشد اور اکبر ہے، لہٰذا ایسا شخص قاتل سے زیادہ بدتر ہے۔

علامہ فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ هٰذَا التَّاكِيْدَ تَقْدِيْرُهٗ: فَالْاٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا هٰذِهِ الْمُبَاشَرَةَ الَّتِیْ كَتَبَهَا اللّٰهُ لَكُمْ بَعْدَ اَنْ كَانَتْ مُحَرَّمَةً عَلَيْكُمْ (التفسیر الکبیر جلد۵صفحہ۱۱۹)

اس ماہ کا خصوصی مضمون

علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ

مترجم: حاجی محمد حنیف طیب

خطبہ عید الفطر

خلیفہ اعلیٰ حضرت مبلغ اسلام حضرت علامہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۵۰ء میں پورٹ آف اسپین (Port of Spain) میں عید الفطر کے موقع پر ایک جامع اور روح پرور خطبہ ارشاد فرمایا۔ خطبہ کی جامعیت اور اس وقت کے حالات میں اس کی افادیت کے پیش نظر محترم حاجی محمد حنیف طیب نے اس کا اُردو ترجمہ کیا تھا اور جسے ماہنامہ ترجمان اہلسنت میں شائع کیا گیا تھا، 55 سال گزرنے کے بعد بھی اس خطبہ عید الفطر کی افادیت اپنی جگہ قائم ہے امید کہ قارئین پسند فرمائیں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے عزیز مسلمان بھائیوں!

سب سے پہلے میں نہایت مسرت کے ساتھ عید الفطر کے مقدس موقع پر آپ کو اپنے قلب کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے روزے تراویح اور دیگر عبادات کو مقبول فرمائے اور ہمیں اپنے انعام یافتہ بندوں میں شامل فرمائے۔ (آمین)

آج کا دن ہمیں چند امور کی جانب دعوت فکر دے رہا ہے کہ عید الفطر کے حقیقی معنی و مفہوم کیا ہیں؟ اس عید کی مسرتوں سے کیونکر لطف اندوز ہونا چاہیے، عید الفطر کی مخصوص رسومات کی ادائیگی کا مقصد کیا ہے؟ مادی نقطہ نظر کا حامل کوئی بھی شخص جب کسی قسم کی کوئی بھی کامیابی حاصل کرتا ہے تو اس کا دل مسرتوں سے لبریز ہو جاتا ہے اور وہ مختلف پیرایوں میں اپنی اس خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ آپ سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب کسی کو کوئی دولت نصیب ہوتی ہے یا کوئی منصب ملتا

راتوں میں سے ایک رات ہے اس لئے حضور نے رمضان کی راتوں میں زائد عبادت کرنے پر زور دیا۔

اللہ تعالٰی نے حضور اکرم ﷺ سے فرمایا! ''رات کے کچھ حصّہ میں تہجد ادا کرو۔ یہ خاص تمہارے لئے زائد ہے'' (سورۂ بنی اسرائیل) اور فرمایا! ''رات میں قیام کرو، پوری رات نہیں۔ آدھی رات یا اس سے کم یا کچھ زیادہ'' (سورۂ مزمل) یہی وجہ تھی کہ حضور اکرم ﷺ ہر رات کو باقاعدگی سے تہجد ادا کیا کرتے تھے۔ آپ نے اُمّت کے لئے بھی رمضان کی راتوں میں مخصوص طریقہ پر نماز ادا کرنے کو سُنّت قرار دیا اور اس پر زور دیا اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اُمّت کی اکثریت اس

کتنے ادارے ہیں جو عیسائیت کی ترویج میں لگے ہوئے ہیں، کتنی لائبریریاں ہیں، کتنے علمی حلقے ہیں۔ کتنے ان کے مشنری ادارے ہیں جو شب وروز عیسائیت کی تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں۔اس کے برعکس تُمہارا کیا حال ہے؟

فرض کیجئے کہ فی الحال ٹری نیڈاڈ Trinidad کی مسلم آبادی 32 ہزار کے لگ بھگ ہے۔ خدارا ذرا یہ تو سوچو کہ:

☆ کیا تمہارے پاس کوئی ایک بھی ایسا مکتب ہے جہاں تمہارے بچے کم از کم قُرآن مجید کو اس کے صحیح تلفّظ کے ساتھ پڑھنا سیکھ سکیں؟

☆ کیا تمہارے پاس کوئی ایک بھی ایسی درسگاہ ہے جو کہ تفسیر، حدیث اور فقہ کے موتی بکھیر سکے؟

☆ کیا تمہارے پاس کوئی ایک بھی ایسا معلّمِ دینیات ہے جو باقاعدہ سند یافتہ ہو اور شرعی معاملات میں تمہاری رہنمائی کر سکے؟

☆ کیا تمہارے پاس ایک بھی ایسی لائبریری ہے جہاں اگر متلاشیانِ حق اپنی علمی پیاس بجھا سکیں؟

☆ کیا تمہارے پاس ایک مبلّغ بھی اس پائے کا ہے جو اسلام کو موجودہ نفسیات کے مطابق مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان پیش کر سکے؟۔

☆ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا فنڈ ہے جس سے تمہاری قوم کے غریب افراد کی امداد کی جا سکے اور مذہبی ضروریات پوری کی جا سکیں؟

میرے دوستو! اگر تم نے زکوٰۃ وصدقات ہی کو صحیح طریقہ پر ادا کیا ہوتا اور ان کو مرکزی طور پر جمع کیا ہوتا تو تمہاری بہت ساری مشکلات بآسانی حل ہو چکی ہوتیں۔ جہاں تک میرا تعلّق ہے میں نے اپنا پیغام پہنچا دیا ہے خطرے کی گھنٹی بجا دی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ کچھ ناعاقبت اندیش لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی کم فہمی کہ وجہ سے مسلمانوں کو فروعی معاملات میں اُلجھا رہے ہیں تاکہ وہ

اُمُّ المومنین حضرت خدیجۃُ الکُبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری

علامہ ابن اثیر جزری کے مطابق حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام و نسب اس طرح سے ہے کہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی القرشیہ الاسدیہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ بن الاصم ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُمّ المومنین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ ہیں۔ تمام مسلمانوں کا اسی پر اجماع ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ کی مخلوق میں سب سے پہلے اسلام لانے والی ہیں۔ اسلام لانے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کسی مرد نے سبقت کی ہے نہ کسی عورت نے۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا زمانۂ جاہلیت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طاہرہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکاح سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابوہالہ بن زرارہ بن نباش کے عقد میں تھیں۔ قتادہ نے بیان کیا ہے کہ پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عتیق بن عائد کے نکاح میں تھیں۔ اس کے بعد ابو ہالہ ہند بن زرارہ کے نکاح میں آئیں۔ عتیق بن عائد بن عبداللہ سے ہند بن عتیق پیدا ہوئے۔ اس کے بعد وہ ابو ہالہ مالک بن نباش بن زرارہ تمیمی اسدی کے نکاح میں آئیں اس سے ہند بنت ابی ہالہ بن ابی ہالہ پیدا ہوئے۔ پس ہند بنت عتیق' ہند۔ اور ہالہ ابن ابی ہالہ۔ یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کے اخیافی (وہ بھائی بہن جن کے باپ الگ الگ ہوں اور ماں ایک ہو) بھائی بہن ہیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے باپ کا شمار رؤسا اور معززین مکّہ میں ہوتا تھا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیدائش ایسے دَور میں ہُوئی جب پُورا عرب جہالت' گمراہی اور اخلاقی برائیوں میں بُری طرح سے جکڑا ہُوا تھا۔ اس تاریکی اور سیاہی کے دَور میں بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پاکدامنی کے اعلیٰ مقام پر فائز تھیں اس لئے انہیں طاہرہ کے لقب سے نوازا گیا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد جب جنگ "حرب الفجار" میں مارے گئے تو ان کی ساری جائیداد کی وارث ان کی بیٹی حضرت خدیجہ الکبریٰ بنیں جن کی عمر اس وقت تیس برس تھی۔ باوجود مال و دولت اور عیش و آرام کے تکبر کا نام و نشان تک نہ تھا۔ نہایت عقلمند اور باہمّت خاتون ہونے کے علاوہ عالی ظرفی میں بلند مقام رکھتی تھیں۔ دس سال تک تجارت کا کام احسن طریقے سے چلانے کے بعد ایک دیانتدار اور امین مددگار کی ضرورت کو محسوس کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ

طیبہ رقم تھا۔ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گلے لگا کر دبایا اور کہا کہ پڑھو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں پڑھنا لکھنا نہیں جانتا۔ جبرئیل علیہ السلام نے پھر یہی کہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا۔ تیسری مرتبہ جب جبرئیل علیہ السلام نے کہا

ترجمہ: "پڑھ اپنے پروردگار کے نام سے جس نے سب کچھ پیدا کیا۔ جس نے انسان کو پانی کے کیڑے (لہو کی پھٹکی) سے بنایا۔ پڑھ تیرا پروردگار بہت کرم والا ہے جس نے قلم سے آدمی کو علم سکھایا جو نہ جانتا تھا۔"

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک پر وہی کلمات جاری ہو گئے۔ اس واقعہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت بیحد متاثر ہوئی۔ گھر تشریف لائے تو فرمایا مجھ کو کپڑا اڑھاؤ۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تعمیلِ ارشاد کی اور پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تھے میں سخت فکرمند تھی اور کئی آدمیوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں بھیج چکی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام واقعہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سنایا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچ بولتے ہیں۔ غریبوں کے دستگیر ہیں۔ مہمان نواز ہیں۔ صلہ رحم کا خیال رکھتے ہیں۔ امانت گزار ہیں اور دکھیوں کے خبرگیر ہیں۔ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا نہ چھوڑے گا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچیں جو زمانۂ جاہلیت میں بت پرستی ترک کر کے عیسائی ہو گئے تھے اور گذشتہ الہامی کتابوں توریت! زبور و انجیل کے بہت بڑے عالم تھے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تمام واقعہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش آیا تھا ان کے سامنے بیان کیا ورقہ یہ سنتے ہی بول اٹھے۔

"یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ علیہ السّلام پر اترا تھا۔ اے کاش کہ میں اُس زمانے تک زندہ رہتا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وطن سے نکال دے گی۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ کیا یہ لوگ مجھ کو نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا "ہاں جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے جب کسی پر نازل ہوتا ہے تو دُنیا اس کی مخالف ہو جاتی ہے اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھرپور مدد کرونگا"۔ اس گفتگو کے بعد ورقہ کا بہت جلد انتقال ہو گیا۔ تاہم حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یقین کامل ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسالت پر فائز ہو چکے ہیں۔ چنانچہ وہ بلا تامل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئیں۔ تمام کتبِ سیرت متفق ہیں کہ عورتوں میں سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہونے والی خاتون حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ

خیبر کا قلعہ فتح کرنا آپ کے دلیرانہ کارنامے تھے۔

حضرت خواجہ حسن نظامی دھلویؒ (سیرت النبیؐ میں) فرماتے ہیں:

"رسول اللہ قباء ہی میں تشریف رکھتے تھے کہ حضرت علیؓ بھی مکّہ کی امانتیں ادا کر کے آ گئے اور قباء میں رسول اللہ سے ملے۔ حضرت علیؓ چونکہ پیدل آئے تھے اس واسطے بہت تھک گئے تھے اور ان کے پیروں میں چھالے پڑ گئے تھے۔ تھکن کی وجہ سے قباء کے قریب بیٹھ گئے آگے نہ بڑھا گیا۔ جب رسول اللہ کو معلوم ہوا کہ علیؓ آئے ہیں اور بہت تھک گئے ہیں تو آپؐ خود تیزی کے ساتھ حضرت علیؓ کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو سینے سے لگایا اور جب دیکھا کہ حضرت علیؓ کے پاؤں چھالوں سے بھرے ہوئے ہیں تو آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ (خلاصہ سیرت النبی، صفحہ ۸۵)

غزوہ بدر میں حضرت حمزہؓ کا عتبہ سپہ سالار سے مقابلہ ہوا اور عتبہ کا بیٹا ولید حضرت علیؓ سے لڑا۔ حضرت حمزہؓ نے عتبہ کو مارا اور حضرت علیؓ نے ولید کو مار ڈالا۔ لیکن عتبہ کے بھائی شیبہ نے حضرت عبیدہؓ کو زخمی کر دیا تو حضرت علیؓ نے دوسرا ہاتھ شیبہ کے ایسا مارا کہ وہ بھی دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔

غزوہ اُحد کے موقع پر کُفّار کے علم بردار نے طنزاً" حضرت علیؓ کی طرف متوجّہ ہو کر کہا کہ ہے کوئی مسلمان جو میرے مقابلے میں آئے اور مجھ کو جہنم میں بھیجے یا خود میرے ہاتھ سے جنّت میں جائے۔ حضرت علیؓ نے آگے بڑھ کر فرمایا۔ ہاں! میں ہوں۔ یہ کہہ کر ایسی تلوار ماری کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا۔

غزوۂ اُحد میں صرف گیارہ مسلمان رسول اللہؐ کے قریب رہ گئے جن میں حضرت علیؓ بھی تھے۔ حضرت علیؓ اس وقت اپنی ذوالفقار تلوار کو اس طرح چلاتے تھے کہ دشمن قریب نہ آ سکتے تھے۔

غزوۂ خندق کے موقع پر رسول اللہؐ نے اپنا عمامہ مبارک حضرت علیؓ کے سر پر باندھا اور اپنے ہاتھ کی تلوار ان کو دی اور فرمایا۔ "جاؤ۔ میں نے تمہیں خُدا کے سپرد کیا۔ تم عرب کے بہت بڑے تجربہ کار سردار سے لڑنے جاتے ہو مگر آسمان پر تمہارا ایک مددگار ہے جو سب سے بڑا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے"۔ کافر ابن عبدود نے حضرت علیؓ پر وار کیا اور اس کی تلوار نے سپر کو کاٹ ڈالا اور حضرت علیؓ کی پیشانی پر گہرا زخم آیا۔ آپؓ نے پینترہ بدلا اور ابن عبدود پر حملہ آور ہو کر اُس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ جب حضرت علیؓ ابن عبدود وغیرہ کو قتل کر کے رسول اللہؐ کے

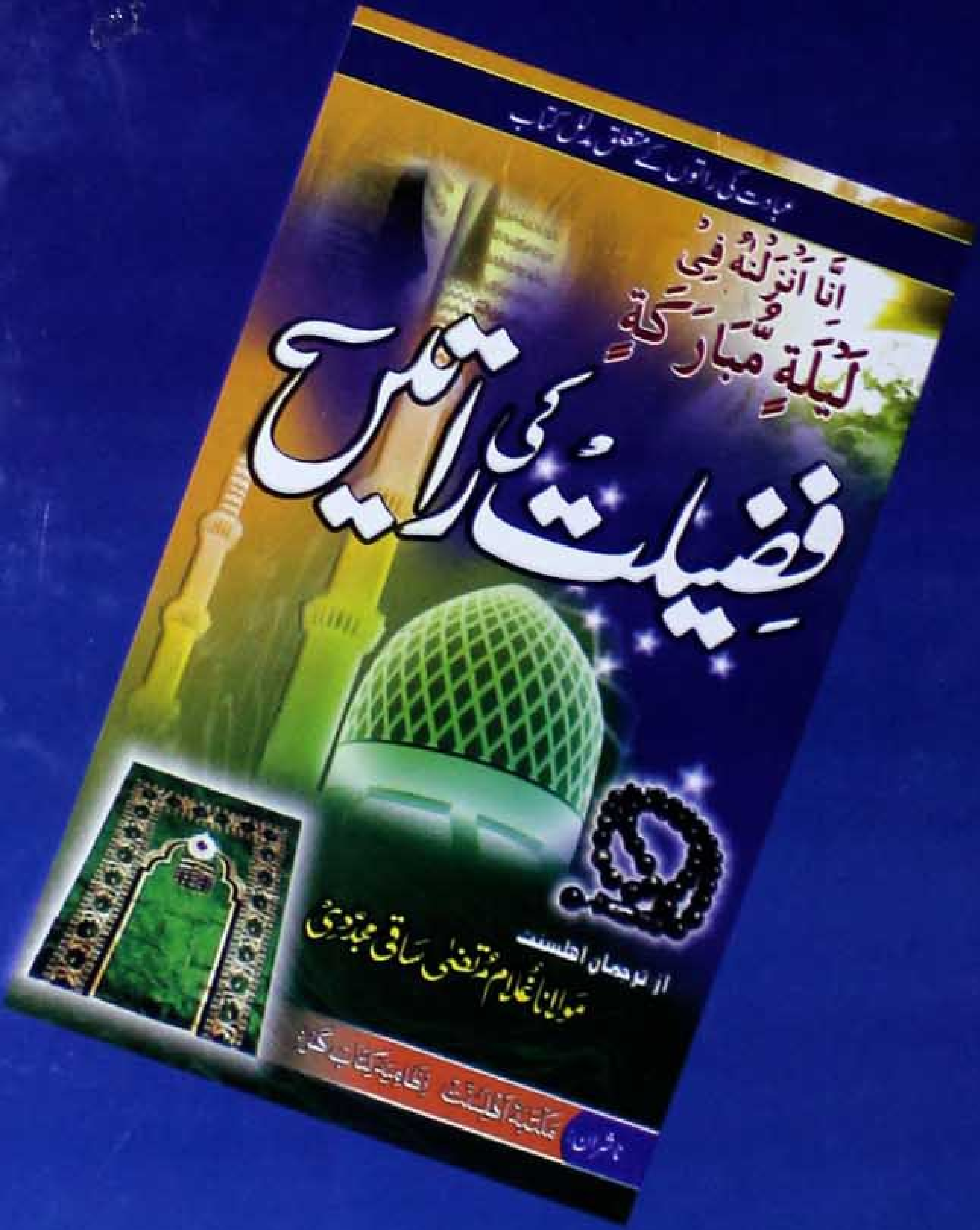

ملنے کا پتہ

صراط مستقیم پبلیکیشنز، کیسٹ اینڈ سی ڈی سنٹر
5-6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور
042-37115771 0321-9407699